ABC CERTIFIED
تصدیق شدہ اشاعت

جارج بن بُش

پاسباں مل گئے

کعبہ کو صنم خانے سے

ہفت روزہ
احوال
کراچی
۲۳ تا ۲۹ اگست ۹۰ء

عراق کیخلاف ناپاک جنگ کا منصوبہ

صدر صدام کی امریکی یہودی افواج کو للکار

یہ پناما نہیں، یہ گریناڈا نہیں، یہ عراق ہے۔ (وہائٹ ہاؤس کا ترجمان)

فہد کو ٹیلیفون ملاؤ، اوزال سے بات کراؤ، کال کا ئیفو دبش کی جھنجھلاہٹ اور گھبراہٹ

تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED

عراق کیخلاف ناپاک جنگ کا منصوبہ

صدر صدام کی امریکی یہودی افواج کو للکار

یہ پاناما نہیں، یہ گریناڈا نہیں، یہ عراق ہے۔ (وہائٹ ہاؤس کا ترجمان)

فہد کو ٹیلیفون ملاؤ، اوزال سے بات کراؤ۔ کال کائیفو (بش کی جھنجھلاہٹ اور گھبراہٹ)

جلد ۲ شمارہ ۱۲
اشاعت: ۲۳ تا ۲۹ اگست ۹۰ء
قیمت: ۸ روپے

ایگزیکٹو ایڈیٹر: محمد احمد صدیقی
مدیر اعلیٰ: ابو جنید

17

اس شمارے میں

نائب مدیر:
راؤ توفیق احمد
مدیر منتظم:
محمد عثمان خان نوری

مجلس ادارت

ڈاکٹر طلحہ صدیقی
ڈاکٹر جاوید اختر
فہیم بیگ
ٹائیٹل ڈیزائن: مسرور خان

انتظامیہ

جنرل منیجر: اشتیاق احمد تورانی
سرکولیشن: محمد فہیم
اشتہارات: محمد عقیل پاشا
فوٹو گرافر: محمد احمد

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد: اکرام قریشی
لاہور: ایوب نعیم
ملتان: اقبال دُرانی
حیدرآباد: محمد حسین قریشی
کوئٹہ: مولانا حبیب احمد
پشاور: ع ا خٹک

بیرون ملک نمائندے

برطانیہ: محمد منظور — سعودی عرب: گلزار احمد
امریکہ: محمد جنید صدیقی
متحدہ عرب امارات: محمد رفیق

زر تعاون سالانہ

ملک	رقم	کرنسی
پاکستان	۳۰۰	روپے
سعودی عرب	۲۰۰	ریال
متحدہ عرب امارات	۲۰۰	درہم
بھارت و بنگلہ دیش	۴۵	امریکی ڈالر
افریقہ و ایشیا	۵۰	امریکی ڈالر
یورپ	۵۵	امریکی ڈالر
امریکہ و آسٹریلیا	۶۰	امریکی ڈالر

زر تعاون پاکستانی کرنسی میں کسی ایسے بینک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی کراچی میں شاخ ہو۔

دفتر رابطہ

۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر
ریجنسی مال عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی
فون: ۵۱۲۷۷۵

پبلشر محمد احمد صدیقی نے النور پبلیکیشنز کے تحت پرنٹر ارشاد احمد خان مشرق پریس ۶۔ اکورٹ روڈ سے چھپوا کر ۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر ریجنسی مال شاہراہ عراق صدر کراچی سے شائع کیا

بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

(سورہ بقرۃ آیت ۵ تا ۱۲)

(کنزالایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں آپ سے کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ مانگتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب آدمی مقروض ہوجاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(صحیح مسلم)

صدر صدام سے یہودی کیوں خائف ہیں

یہ بات سب پر عیاں ہے اور تمام دنیا جانتی ہے یہودیوں کے متعلق قرآن مجید اور فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ وہ بخیل ہیں اور سود خور ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ٹھکرایا اور بیشمار انبیاء اور رسل کے قتل کے مرتکب ہوئے اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف کی۔

اس بات سے کون واقف نہیں کہ دورِ حاضر میں تمام امریکی اداروں پر یہودی قابض ہیں، ذرائع ابلاغ، کاروباری ادارے، جرائد و رسائل پر انہی کا قبضہ ہے۔

عربوں کے قلب میں برطانیہ نے ایک ناجائز اولاد کو پیدا کیا اور وہ ہے اسرائیل ہی ہے۔۔ وہ ناسور جس سے عرب دنیا میں ہمیشہ فتنہ اٹھتا رہتا ہے اس نے مکارانہ چالبازیوں سے قدس شریف کو ہڑپ کیا وہ قدس شریف جو مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور حرمین شریفین کے بعد مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ محترم ہے۔

سامراجی طاقتوں نے اسرائیل کو ابتداء ہی سے اسکے پڑوسی عرب ممالک، عسکری قوت اور فوجی اعتبار سے طاقتور بنا دیا اور تمام پڑوسی مسلم ممالک کو کمزور کرنے کی ہر جہد اختیار کر رکھی ہے، اسرائیل اپنے پروپیگنڈے کے ذریعے نئے علوم مثلاً ٹیکنالوجی کے حصول سے مسلمانوں کو دور رکھنے کی کوشش کرتا رہا ہے تاکہ اسرائیل عرب ممالک میں ایک مؤثر فوجی قوت بنا رہے اور جس وقت چاہے یا تو مسلم ممالک ختم کرے یا ان پر بزور بازو قابض ہو جائے۔

اسرائیلیوں کو اس وقت سخت حیرت اور بے چینی ہوئی جب انہوں نے دیکھا کہ عراقیوں نے اپنے محبوب قائد صدام حسین کی قیادت میں عراقی افواج کو نئے جنگی ساز و سامان سے مسلح کر دیا اور عراقی افواج ہر وقت کسی بھی بڑے دشمن کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے ۱۹۸۱ء میں جب اسرائیل کو یہ معلوم ہوا کہ عراق نے دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق ایک ایٹمی ری ایکٹر تیار کر لیا ہے جو تمام عالمِ اسلام اور عرب ممالک کی مدد کر سکتا ہے تو اس نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ اس ایٹمی ری ایکٹر کو تباہ کر دیا اس تباہ کاری میں برطانیہ اور امریکہ کی حمایت اسرائیل کو حاصل تھی یہ واقعہ اسوقت پیش آیا جب عراق، ایران کے ساتھ حالتِ جنگ میں تھا۔

ایران و عراق جنگ کے خاتمہ کے بعد اسرائیل عراق کو متعدد مسائل میں مبتلا کرنے کے لیے نئے بہانے تلاش کرنے لگا اور پوری دنیا میں یہ خبر اڑا دی کہ عراق کے پاس کیمیادی ہتھیار ہیں۔ عراق کے پاس متعدد ٹینک اور دیگر ساز و سامان حرب بھی زہریلہ مواد سے مسلح کر دیئے گئے یہاں تک کہ عراق نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ اسرائیل کو کسی وقت ختم کر سکتا ہے اس تمام پروپیگنڈے کے پس پردہ اسرائیل کا مقصد سامراجی طاقتوں سے حربی امداد حاصل کرنا تھی جو اس نے بھرپور طریقے سے کی۔

یہودی کے تمام ذرائع ابلاغ عراق صدر صدام کی کردارکشی میں مصروف ہیں۔ اس حقیقت سے ان کو پوری طرح علم ہے کہ صدر صدام واحد لیڈر ہیں جو یہودیوں پر کسی بھی وقت بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑیں گے اور صدام حسین یہودیوں سے فلسطین کو آزاد کرا لیں گے اور قدس شریف یہودیوں کے وجود سے پاک ہو جائے گا۔ اور جن علاقوں پر یہودیوں نے جابرانہ قبضہ کر رکھا ہے وہ سب آزاد ہو جائیں گے۔

صدر صدام حسین کی یہ تجویز پورے عالمِ اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے کہ عراقی افواج کی کویت سے انخلاء

سے پہلے ضروری ہے کہ سب سے پہلے امریکہ فلسطین کو اسرائیل کے وجود سے خالی کرائے اور ساتھ ہی ساتھ گولان کی پہاڑیاں اردن کا مغربی کنارہ اور لبنان کے علاقے واگذار کرائے اور قدس شریف کی حیثیت بحال کرے۔

صدر صدام کی یہ تجویز دینی وسیاسی شعور کی اعلیٰ مثال ہے یہی وجہ ہے کہ یہودی ہر وقت صدر صدام سے خائف رہتے ہیں۔

عراق کے خلاف امریکی جنگی عزائم کے اسباب

امریکہ نے اپنی پوری جنگی، اقتصادی اور ذرائع ابلاغ کی طاقت کو خلیجی ممالک کے شیوخ اور سعودی عرب کی حمایت میں صرف کر دیا ہے اور اس کا یہ دعویٰ ہے کہ عراق کویت کے بعد سعودی عرب پر قبضہ کرنا چاہتا ہے جبکہ اسوقت عراقیوں میں سیاسی اور مذہبی شعور پیدا ہو چکا ہے مشرق وسطیٰ کے سیاسی حالات کو اچھی طرح سمجھنے لگے ہیں اور انہوں نے حال ہی میں یہ اعلان کیا ہے کہ عراقی افواج کویت میں وہاں کی انقلابی کونسل کی دعوت پر داخل ہوئی ہے اور انہی کی خواہش پر کویت کو عراق میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اگر عراقیوں کی نیت سعودی عرب پر قبضہ کرنے کی ہوتی تو کویت میں داخل ہونے کے ساتھ ہی سعودی عرب پر قبضہ کر لیتے جبکہ اس وقت تک امریکی افواج کا وہاں وجود تک نہ تھا عراقیوں نے اعلان کیا ہے کہ ان کا مقصد اولین یہ ہے کہ فلسطین کو آزاد کرایا جائے جو یہودیوں کے قبضہ میں ہے اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ کیا امریکہ جو کچھ دعویٰ کرتا ہے اس کے اعمال اس دعویٰ کے برعکس نہیں ہیں؟ کیا امریکی صدر جارج بش اور سعودی شاہ فہد کو عراقی افواج سے کیا حقیقی خطرات لاحق ہیں؟

حقیقت تو یہ ہے کہ عراق کے صدر صدام حسین ایران کے خلاف تقریباً مسلسل ۸ سال تک جنگ کے بعد کامیابی کے ساتھ نکلے ہیں اور عراق کی کامیابی سے اسرائیل، امریکہ اور تاج برطانیہ کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ صدر صدام حسین کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے عراق کے تمام مدارس اور کلیات میں نئے علوم سے بہرہ ور اساتذہ کا اہتمام کیا اور تمام اقتصادی ذرائع، ٹیکنالوجی اور تمام سامان ضروریات زندگی عراق میں ہی بنانے لگا یہاں تک کہ سامان حرب ـــــ بھی عراق میں تیار ہونے لگے عراق کی اس ترقی کو دیکھ کر امریکہ اور ـــــ اس کے حلیف برطانیہ، فرانس بشمول روس اٹلی وغیرہ کو حسد ہونے لگا اور انہوں نے یہ دیکھا کہ عراق مشرق وسطیٰ میں تمام ضروریات میں خود کفیل ہوتا جا رہا ہے اور کسی وقت بھی اسرائیل کے لیے خطرہ بن سکتا ہے لہٰذا عراق کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے نئے راستے تلاش کئے۔ اور خلیجی ممالک کے شیوخ جابر الاحمد اور فہد جیسے لوگوں کو اپنا آلہ کار بنایا۔ اس وقت سب سے اہم کام

یہ ہے کہ یہودیوں سے ارض مقدس فلسطین کو آزاد کرانا ہے اور یہودی افواج کو شام، لبنان، اردن اور دیگر ممالک سے پاک کرنا ہے۔

عراق ایک عرب اور مسلمان ملک ہے جس کی اپنی تاریخ ثقافت اور ابتدائے روز سے عراق عدل اور امن وسلامتی کی راہ پر گامزن ہے اور اس طرح امریکہ کے علاوہ خلیجی ممالک کے شیوخ جو امریکی دلالی میں پیش پیش رہے ہیں ان کے خاتمہ کا مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ الحمدللہ۔ اور امریکہ اور ان کے دوست ممالک عراق پر اقتصادی ناکہ بندی کر کے عراق کو ختم نہیں کر سکتے بلکہ عراقیوں کے عزائم بلند ہیں۔

جہاں تک کویت کو عراق میں ضم کرنے کا تعلق ہے تاریخی اعتبار سے کویت عراق ہی کا حصہ رہا ہے۔ اور فرع کو اصل میں ضم کر کے عراق نے کوئی غلط اقدام نہیں کیا اور کویتی عوام اصل میں عراقی ہی کہلاتے ہیں۔ کویت اور عراق کے درمیان برطانیہ نے حصار قائم کیا اور شیخ جابر کو اس کا شیخ بنا دیا۔

زہریلی گیس سے محفوظ رہنے کے لئے مخصوص لباس

دُنیا بھر کے مُسلمانوں کے نام صَدر صَدام حُسین کا پیغام
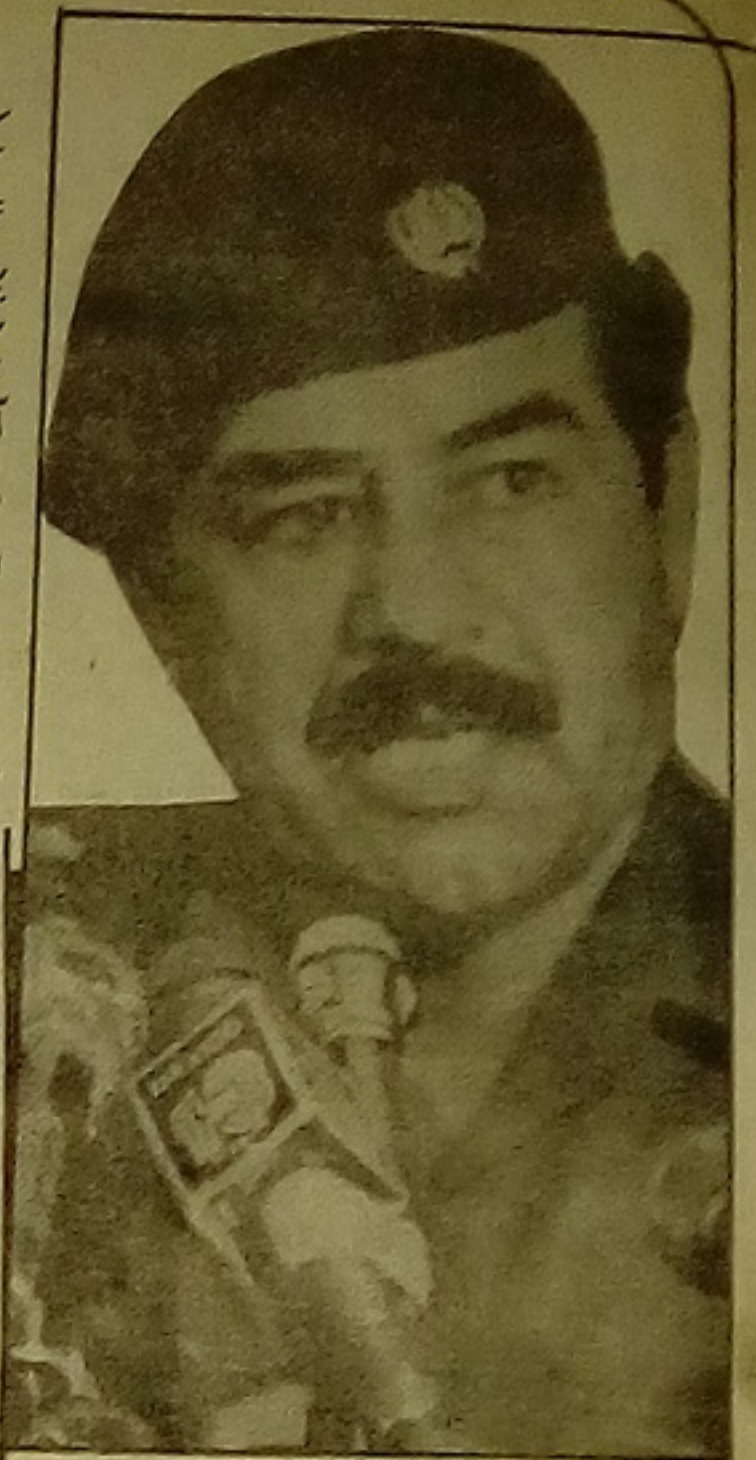
تمام عربوں اور مسلمانوں کو چاہیئے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں کہ "مکہ مکرمہ" اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو عالمی یہودیوں کے ہاتھوں سے بچالیں، اے قادسیہ یرموک حطین اور نہاوند کی فتوحات کے امین، اے بہادر اور دلیر اور جہاد کرنے والے نوجوان آپ کی امۃ مسلمہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے عظیم درجہ عطا کیا ہے اور جہان میں امۃ مسلمہ کا درجہ انتہائی افضل اور بلند کیا ہے لیکن ان کے حاکم انگریزوں کی غلامی میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں اور ان کی محکومی میں اتنے مدہوش ہیں کہ یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون بھول گئے ہیں جب سے انگریز اور یہودی کے زیر سایہ عرب دنیا آئی ہے ان طاقتوں نے عرب دنیا کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا اور اسطرح یہودی اور انگریز اپنا مفاد بھر پور طور پر حاصل کر رہے ہیں۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے عرب دنیا کو اپنی نعمتوں سے مالامال کیا ہے جہاں پر پٹرول کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ان پٹرول کے ذخیرے کو امریکہ اور یہودی بھر پور طریقے سے استعمال کر رہے ہیں اور انہی طریقوں سے عرب دنیا کے نظریات ان ممالک میں غلط طریقے سے شائع کئے جا رہے ہیں اور عرب کو امریکہ اور یہودی نیچا دکھانے کیلئے اپنے تمام حربے استعمال کر رہے ہیں اور ان حربوں کو ناکام کرنے کیلئے اور عرب قوم کو ان کے ناپاک عزائم سے محفوظ کرنے کے لئے ۲ - ۸ - ۱۹۹۰ء کو عراق کے جنوب سے آواز بلند ہوئی جو کہ ہمارے کویتی بھائیوں کی طرف سے تھی جس کو عراق نے اپنے دل و جان سے قبول کیا، جس سے امریکہ اور یہودی لابی بہت بے جان ہوگئی اور اب نئے نئے حربے استعمال کر رہے ہیں اور ان کا مقصد مسلمانوں کو آپس میں لڑانا ہے اور امریکہ کی پوری کوشش یہ ہے کہ سعودی عرب کو عراق کے خلاف بھڑکایا جائے۔

امریکہ سعودی عرب کو غائبانہ طور پر اپنی ریاست سمجھتا ہے اور اس کی دولت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے امریکہ نے سعودی عرب کو اپنی گرفت میں لانے کے لیے عراق کے خلاف پروپیگنڈہ کا دروازہ کھول دیا ہے کہ اگر عراق سعودی عرب پر حملہ کرے گا تو امریکہ اس کی پوری مدد کرے گا حالانکہ عراق سعودی عرب پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا لیکن امریکہ سعودی عرب کو یقین دلاتا ہے کہ عراق اس پر حملہ کریگا جس کی وجہ سے سعودی عرب نے اپنی فوج کویت کے نزدیک لگادی ہے اور وہاں عراقی فوج کویت کی سرحد پر جمع ہے امریکہ نے خلیج میں ایک فوجی پلیٹ فارم بنا رکھا ہے اور عراق چاہتا ہے کہ عرب ممالک ایک ہو جائیں تاکہ فلسطین کو یہودیوں سے آزاد کرایا جائے لیکن امریکہ اور یہودی نہیں چاہتے کہ فلسطین جو ہمارا پہلا قبلہ ہے وہ آزاد ہو جائے اور عرب مسلمان دوبارہ ایک ہو جائیں یہ بہت شرمناک بات ہے مسلمانوں کیلئے کہ مکہ مکرمہ جہاں تمام مسلمان حج ادا کرنے کے لئے پوری دنیا سے آتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے، ان مقدس مقامات کی حفاظت پر امریکہ اور یہودی فوجوں کو رکھا جائے۔ یہ طاقتیں چاہتی ہیں کہ عراق کی آواز کو دبایا جائے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے ساتھ رہی تو صرف اور صرف مسلمانوں کی جیت ہوگی اور ہمیں چاہیئے کہ مل کر انگریز اور یہودی لابی جہاں پر بھی ان کی چیزیں ہیں ان کو تباہ کر دیں تاکہ ہم مکہ مکرمہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ کر سکیں اور بچا سکیں۔

اے مصر کے عظیم بھائیو اور مومنوں کی اولادوں اور جمہوریت کے پیروکاروں، اعرابی اور سعد زغلول کے پوتوں اور جمال عبدالناصر کے بیٹوں یہ کس طرح آپ لوگ برداشت کر رہے ہیں کہ آپ کے سامنے سے امریکہ اور یہودی لابی کے جنگی بیڑے مصر کے آسمان اور نہر سوئز سے گذر رہے ہیں اور آپ کیسے برداشت کر رہے ہیں یہ نہ ہو کہ مورخ مصر کی تاریخ کے بارے میں خراب باتیں لکھیں کیونکہ مصر کی تاریخ عرب اور مسلمانوں کے لئے قابل فخر ہیں خلیج "ہرمز" کے علاقے کے بیٹوں امریکہ اور یہودی لابی کے بحری بیڑے کو منع کر دو اور راس الخیمہ اور شارجہ کے مومن لوگوں آپ بھی ان کو منع کریں۔

اے عرب اور پوری دنیا کے مسلمانوں!

آپکے عراقی بھائیوں نے جہاد کا اعلان کیا ہے جو کہ ناقابل واپسی ہے اور ہم انشاء اللہ پوری یہودی لابی کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے جیت پورے عرب اور مسلمانوں کی ہوگی اے مسلمان بھائیوں آپ عراق کا ساتھ دیں اور جہاد میں حصہ لیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جہاد میں شہادت کا درجہ عطا فرمائیں۔ (آمین)

صدر صدام حسین

جنگ عظیم کے بعد

اتنی بڑی فوج کسی بھی ملک پر نہیں لگائی گئی

کے ذریعہ حاصل کئے جن علاقوں پر اس نے قبضہ کیا وہاں کے عوام نہتے تھے اسرائیل روز آنہ ان پر ظلم ڈھاتا ہے لیکن ان بیکسوں کی چیخ کوئی بھی نہیں سنتا اسرائیل نے بیت المقدس پر جارحانہ قبضہ کیا لبنان کے وسیع علاقے بھیا لئے مغربی کنارے پر قبضہ کیا۔ گولان کی پہاڑیوں کو دبوچ لیا لیکن آج کی مہذب دنیا کا کوئی بھی فرد ان علاقوں کو خالی کرانے کے لئے اسرائیل پر دباؤ نہیں ڈالتا اسرائیل ان علاقوں میں یہودیوں کو آباد کر کے انہیں اپنا مستقل علاقہ بنانا چاہتا ہے۔ اسرائیل مسلم دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے اور اسرائیل کو امریکہ کی پوری مدد حاصل ہے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے صدر صدام نے بار بار آواز اٹھائی اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے اور اسرائیل ان علاقوں کو خالی کر دیں تو خلیج کے دوسرے مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔

ایڈیٹر احوال:۔ اس حملہ میں کہاں تک صداقت ہے کہ صدر صدام پر حملہ کیا گیا ہے۔؟

قونصلیٹ جنرل:۔ اس خبر میں کوئی بھی صداقت نہیں ہے سی۔ این۔ اے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ ظاہر ہے جس خبر کی تصدیق نہ ہو وہ غلط ہی ہوگی۔ عراق کے تمام شہری متحد ہیں اور صدر صدام پر اپنی جان چھڑکتے ہیں کیا آپ نے وہ ترانہ نہیں سنا جو ہر عراقی بچے کی زبان پر ہے صدام ہمارا خون تمہارے لئے ہے۔ اس گیت میں کتنی محبت ہے اور کتنا قربانی کا جذبہ ہے جب بچوں کے جذبات ایسے ہوں تو آپ اندازہ لگائیے کہ نوجوانوں کے ارادے کیا ہوں گے۔ آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ کل صدر صدام نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا ہے کہ وہ غیر ملکیوں کو کویت اور عراق سے باہر نہیں جانے دیں گے ظاہر ہے یہ اعلان ایک زندہ ہی شخص کر سکتا ہے۔

ایڈیٹر احوال: آپ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس سے کیا توقع رکھتے ہیں۔

قونصلیٹ جنرل: میں۔ او۔ آئی۔ سی سے پر امید ہوں میں نے پاکستان میں دیکھا کہ یہاں کے مسلمان ... اور صدر صدام سے محبت کرتے ہیں اور عراق کے موقف کو سراہتے ہیں عراق کے سعودی عربیہ سے اچھے تعلقات ہیں۔ عراق نے سعودی عربیہ سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے سعودی عربیہ کے خلاف جنگ کرنے کا پروپیگنڈہ سعودی عرب نے نہیں بلکہ امریکہ نے کیا ہے۔ یہ مفروضہ امریکہ کا تخلیق کردہ ہے۔ اس کا مقصد تیل پیدا کرنے والے علاقوں پر دسترس حاصل کرنا ہے۔ تیل کی دولت کو لوٹنا ہے دراصل عراق کی حملہ کرنے کی کوئی نیت نہیں ہے

لیکن ہماری بار بار کی یقین دہانیوں کے باوجود امریکہ وہاں آنا چاہتا ہے امریکہ آ گیا ہے یہاں سے امریکہ دراصل سعودی عرب کو تحفظ نہیں دینا چاہتا بلکہ سعودی عربیہ کی آڑ میں صیہونیت کو تحفظ دینا چاہتا ہے یہ صیہونیت کے لئے کھلی ہوئی امداد ہے اس علاقہ میں کوئی بھی بدامنی اسرائیل کے حق میں جاتی ہے۔ علاقہ میں فلسطینی مسئلہ ہے کوئی بھی طاقتور قوت اسرائیل کے لئے خطرہ بن سکتی ہے اس لئے اسرائیل اور صیہونی طاقتیں عراق کو معاشی طور پر حربی طور پر کمزور کرنا چاہتی ہیں اسرائیل نے ۱۹۸۱ء میں عراق کے نیوکلیر پلانٹ پر حملہ کیا ہم اس وقت مصروف جنگ تھے ہم نے صبر کے ساتھ اس کو برداشت کر لیا۔ لیکن اب ہم اس چیلنج کا مقابلہ کر سکتے ہیں یہی خطرہ اسرائیل کو ہے اور یہی خطرہ اس کے آقا امریکہ کو ہے۔

ایڈیٹر احوال:۔ آپ کے خلاف معاشی ناکہ بندی

پاکستان کے مسلمان عراق اور صدر صدام حسین سے محبت کرتے ہیں اور عراق کے موقف کو سراہتے ہیں

جنگ عظیم کے بعد

اتنی بڑی فوج کسی بھی ملک پر نہیں لگائی گئی

کے ذریعہ حاصل کئے جن علاقوں پر اس نے قبضہ کیا وہاں کے عوام نہتے تھے اسرائیل روز آنہ ان پر ظلم ڈھاتا ہے لیکن ان بیکسوں کی چیخ کوئی بھی نہیں سنتا اسرائیل نے بیت المقدس پر جارحانہ قبضہ کیا لبنان کے وسیع علاقے ہتھیائے۔ شامی کنارے پر قبضہ کیا۔ گولان کی پہاڑیوں کو دبوچ لیا لیکن آج کی مہذب دنیا کا کوئی بھی فرد ان علاقوں کو خالی کرانے کے لئے اسرائیل پر دباؤ نہیں ڈالتا اسرائیل ان علاقوں میں یہودیوں کو آباد کر کے انہیں اپنا مستقل علاقہ بنانا چاہتا ہے۔ اسرائیل مسلم دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے اور اسرائیل کو امریکہ کی پوری مدد حاصل ہے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے صدر صدام نے بار بار آواز اٹھائی اگر مسئلہ حل ہو جائے اسرائیل ان علاقوں کو خالی کر دیں تو تمام [illegible] مسائل

حل ہو سکتے ہیں۔

ایڈیٹر احوال:۔ اس خبر میں کہاں تک صداقت ہے کہ صدر صدام پر حملہ کیا گیا ہے۔؟

قونصلیٹ جنرل:۔ اس خبر میں کوئی بھی صداقت نہیں میں نے سی۔ این۔ این میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ ظاہر ہے جس خبر کی تصدیق نہ ہو وہ غلط ہی ہو گی۔ عراق کے تمام شہری متحد ہیں اور صدر صدام پر اپنی جان چھڑکتے ہیں کیا آپ نے وہ ترانہ نہیں سنا جو ہر عراقی بچے کی زبان پر ہے صدام ہمارا خون تمہارے لئے ہے۔ اس گیت میں کتنی محبت ہے اور کتنا قربانی کا جذبہ ہے جب بچوں کے جذبات ایسے ہوں تو آپ اندازہ لگائیے کہ نوجوانوں کے ارادے کیا ہوں گے۔ آپ نے یہ بھی سنا ہو گا کہ کل صدر صدام نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا ہے کہ وہ غیر ملکیوں کو کویت اور عراق سے باہر نہیں جانے دیں گے ظاہر ہے یہ اعلان ایک زندہ ہی شخص کر سکتا ہے۔

ایڈیٹر احوال: آپ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس سے کیا توقع رکھتے ہیں۔

قونصلیٹ جنرل: میں۔ او۔ آئی۔ سی سے مایوس ہوں میں نے پاکستان میں دیکھا کہ یہاں کے مسلمان [illegible] اور صدر صدام سے محبت کرتے ہیں اور عراق کے موقف کو اچھا سمجھتے ہیں عراق کے سعودی عرب سے اچھے تعلقات ہیں۔ عراق نے سعودی عرب سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے سعودی عرب کے خلاف جنگ کرنے کا پروپیگنڈہ سعودی عرب نے نہیں بلکہ امریکہ نے کیا ہے۔ یہ مفروضہ امریکہ کا تخلیق کردہ ہے۔ اس کا مقصد تیل پیدا کرنے والے علاقوں پر دسترس حاصل کرنا ہے۔ تیل کی دولت کو لوٹنا ہے در اصل عراق کی حملہ کرنے کی کوئی نیت نہیں ہے

لیکن ہماری بار بار یقین دہانیوں کے باوجود امریکہ وہاں آنا چاہتا ہے امریکہ آ گیا ہے یہاں سے امریکہ در اصل سعودی عرب کو تحفظ نہیں دینا چاہتا بلکہ سعودی عرب کی آڑ میں صیہونیت کو تحفظ دینا چاہتا ہے یہ صیہونیت کے لئے کھلی ہوئی امداد ہے اس علاقہ میں کوئی بھی بدامنی اسرائیل کے حق میں جاتی ہے۔ علاقہ میں فلسطین مسئلہ کوئی بھی طاقتور قوت اسرائیل کے لئے خطرہ بن سکتی ہے اس لئے اسرائیل اور صیہونی طاقتیں عراق کو معاشی طور پر حربی طور پر کمزور کرنا چاہتی ہیں اسرائیل نے ۱۹۸۱ء میں عراق کے نیوکلیئر پلانٹ پر حملہ کیا ہم اس وقت مصروف جنگ تھے ہم نے صبر کے ساتھ اس کو برداشت کر لیا۔ لیکن اب ہم اس چیلنج کا مقابلہ کر سکتے ہیں یہی خطرہ اسرائیل کو ہے اور یہی خطرہ اس کے آقا امریکہ کو ہے۔

ایڈیٹر احوال:۔ آپ کے خلاف معاشی ناکہ بندی

پاکستان کے مسلمان
عراق اور صدر صدام حسین
سے محبت کرتے ہیں اور عراق کے
مؤقف کو سراہتے ہیں

کر دی گئی ہے آپ نے اس کے خلاف کیا لائحہ عمل اختیار کیا؟

قونصلیٹ:۔ حکومت عراق صلاحیت رکھتی ہے کہ وہ عراق کی سرزمین کا دفاع کر سکے۔ عراق نے ایسی مشکلات ایران عراق جنگ میں برداشت کی ہیں اب ہم ان چیزوں کے عادی ہو گئے ہیں ان گیدڑ بھبکیوں سے نہ ہمیں ڈرایا جا سکتا ہے اور نہ ہمارے اعصاب کو کمزور کیا جا سکتا ہے مجھے یقین ہے کہ عراق ان مشکلات پر قابو پا لے گا ہمیں ان ہتھکنڈوں کا پہلے سے علم تھا۔ اور ہم نے اس کے لئے تیاری کر رکھی ہے۔

ایڈیٹر احوال:۔ کیا آپ عرب ممالک کے درمیان جنگ کا خطرہ محسوس کرتے ہیں؟

قونصلیٹ:۔ انشاء اللہ ہرگز نہیں یہ بہت مشکل ہے عراق ان تمام مشکلات سے گزر جائے گا۔ عراق اپنے حق سے زیادہ کچھ نہیں مانگتا عرب اپنے مسائل خود حل کریں ہم غیر ملکی مداخلت کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ سارے عرب ہمارے بھائی ہیں۔ قوت برداشت سے کام لیں مل بیٹھ کر مسئلہ کو طے کریں لیکن ہمیں معلوم ہے کہ امریکہ ہمیں اکٹھے بیٹھا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔

ایڈیٹر احوال:۔ عراقیوں کا حال موجودہ صورت حال میں کیسا ہے؟

قونصلیٹ:۔ عراق پوری طرح ہر چیز سے آگاہ ہے وہ اپنے ملک کا دفاع کرنا جانتے ہیں وہ عزم حوصلہ سے مزین ہیں عراق ناوابستہ ممالک کی تنظیم کا رکن ہے عراق عرب لیگ کا ممبر ہے۔ عراق او آئی سی اور یو این او کا بھی ممبر ہے عراق کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے ہم اس خطہ میں امن چاہتے ہیں۔ یہی ہمارا مشن ہے۔ عدم جارحیت اور عدم مداخلت ہمارا نصب العین ہے پوری دنیا میں امن قائم ہونا چاہئے عراق نے غیر ملکی فوجوں کی آمد کو مسترد کر دیا ہے۔ عربوں کے معاملات کو عرب عوام ہی طے کریں ہم بیرونی مداخلت کے خلاف ہیں عراق نے تمام غیر ملکی باشندوں کو جانے کی اجازت دے دی ہے سوائے ان ممالک کے لوگوں کو جنہوں نے جارحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہم نے سرحدیں کھول دی ہیں۔ جو جانا چاہے چلا جائے ہمارا دل کھلا ہے ہماری سرحدیں کھلی ہیں۔ لیکن مغربی طاقتوں کے لئے نہیں مسلمانوں کے لئے۔

ایڈیٹر احوال:۔ قونصلیٹ جنرل صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کو مدد عطا کرے اور طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرے۔

عالم اسلام
اور امریکی جارحیت

اس بات سے ہر باشعور مسلمان اچھی طرح سے واقف ہے کہ امریکی سامراج دنیائے اسلام اور دیگر کمزور ملکوں کو اپنی فوجی قوت کے ذریعے کچل دینا چاہتا ہے یہ اپنی شیطانی چالوں کو کامیاب بنانے کے لئے ہر وقت سرگرم عمل رہتا ہے دنیا میں وہ اپنے اس توسیع پسندانہ نظریے کو کرنے اپنے میں پھیلانا چاہتا ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ فتح ہمیشہ حق اور صداقت کی ہی ہوئی ہے۔

امریکہ نے اپنی فوجی قوت کو ویتنام میں آزما کر دیکھ لیا جہاں انہیں رسوائی اور شرمندگی کے سوا کچھ نہ ملا لیکن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کے ناپاک عزائم اور ظلم و بربریت آشکار ہو گئے کہ اس نے ہزاروں اور لاکھوں ویتنامی بچیوں کو تہ تیغ کیا لیکن قومیں صفحہ ہستی سے تباہ نہیں ہوتیں

امریکہ نے ایک طرف دنیا کے کمزور ملکوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور دوسری طرف خاص کر اس نے عالم اسلام کو آپس میں لڑا کر انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنایا اس کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان آپس میں لڑ کر تباہ و برباد ہو جائیں۔ گرینیڈا اور پانامہ اسی سلسلے کی کڑی ہیں جہاں امریکی سامراج کی بربریت کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اسرائیل جو امریکہ کی ناجائز اولاد ہے جس کی ساخت سے امریکہ نے مسلمانوں کا قبلہ اول بیت المقدس پر قبضہ کیا ہوا ہے لیکن صد افسوس کہ مسلمانوں نے آج تک اس سانحہ کے بارے میں سوچنا تک گوارا نہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج پھر عالم اسلام امریکی ناپاک چالوں اور جارحانہ سازشوں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ متحد ہو کر امریکہ کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیں یہ بات قابل فہم ہے کہ اس وقت جو امریکی فوجیں سعودی عرب میں موجود ہیں اس کا ایک حصہ اسرائیلی فوجیوں پر مشتمل ہے اور اسرائیل مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے یہ واقعہ دنیا کے مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج ہے کیا مسلمان اتنے گئے گزرے ہیں کہ اسرائیلی درندے ان کے خانہ خدا کی حفاظت کریں؟

یہ ایک عجیب بات ہے کہ آج ہم صدر صدام حسین کے خلاف رات دن پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور جس نے ہمارے قبلہ اول کو قبضہ کیا ہوا ہے اس کے خلاف ایک لفظ تک بولنا گوارا نہیں کرتے اگر صدام حسین امریکہ اور اس کی ناجائز اولاد اسرائیل سے بیت المقدس کو آزاد کرانے کی بات کرتا ہے تو ہم کیوں اس کا ساتھ نہیں دیتے آل سعود جو امریکہ کے ہم نوالہ حکمران ہیں ان کا ایمان خدا سے برگشتہ ہو گیا ہے اور ان کی نظریں امریکی اسلحہ پر لگی ہوئی ہیں اگر وہ ان کی بادشاہت کو بچا سکتے ہیں لیکن یہ خیال باطل ہے۔

امریکی جارحیت کے خلاف اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس نازک مرحلے میں صدر جناب صدام حسین کا ساتھ دینا چاہئے۔ تاکہ امریکہ کو اس کی گستاخی کا جواب مل سکے اور عالم اسلام کے سارے مسلمان اس بات کو ثابت کریں کہ وہ کسی بھی شیطانی طاقت سے خوف نہیں کھاتے اور اپنی مقدس سرزمین یعنی مکہ و مدینے کی حفاظت خود کر سکتے ہیں۔ اور ہرگز یہ اجازت نہیں دیتے کہ امریکی اور اسرائیلی مسلمانوں کے مقدس مقامات کے پاسدار اور محافظ رہیں۔

اس جارحانہ فوجی مداخلت کا سوائے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔ صدر صدام حسین کا ساتھ دیں اور امریکی و اسرائیلی فوجیں سرزمین حجاز سے نکال باہر کریں فتح تمہاری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

فیاض احمد ناز

ہفت روزہ "ندا" نے ۸ اگست کے شمارے کے اداریے میں ممولے اور شہباز کے عنوان سے عراق کویت جھگڑے کے متعلق تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "صدام حسین کے عراق نے شیخ جابر الاحمد الصباح کے کویت کو نگل لیا" دنیا کا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب عراق نے الزام لگایا تھا کہ کویت نے میرا تیل چرا لیا ہے میرے علاقے سے تیل نکال کر بیچ کھایا ہے چنانچہ اہل نظر نے اسی وقت تاڑ لیا تھا کہ اب دولت کویت کے دن گنے جا چکے ہیں بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی جبکہ یہاں تو

ہر برگ کو ہے برہ معصوم کی تلاش

تاہم بدگمانی نہ تھی، دنیا کے امیر ترین لوگوں کے شہر دارالحکومت کویت پر عراق یا اس کے مرغ دست آموز یعنی مقامی انقلابی کونسل کا قبضہ چند گھنٹوں میں ہو گیا اسلئے کہ کویتی فوج محض سلامیاں دینے اور جاہ و جلال کی نمائش کیلئے تھیں دفاع کا ٹھیکہ تو امریکہ کے پاس تھا سے پہنچنے میں ذرا تاخیر ہو گئی اب تو شکوہ ہی کیا جا سکتا ہے بہت دیر کی مہرباں آتے آتے"۔

سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہفت روزہ ندا ایک مخصوص مذہبی گروہ کے ایک نام نہاد محقق ڈاکٹر اسرار احمد کے بھائی کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے جس کا صحافت میں کوئی مقام نہیں ہے لیکن اپنے مخصوص مذہبی گروہ کی ترجمانی کرتے ہوئے مسلمانوں میں گروہی اختلافات کو خوب ہوا دیتا رہتا ہے، اداریہ میں مکمل جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مخصوص گروہی ذہن کی تسکین کیلئے "تمام حالات کا ذمہ دار عراق کو ٹھہرایا گیا ہے جبکہ عراق کا جرم یہ ہے کہ اس نے ایک ایسی مملکت کے خلاف کارروائی کی ہے جو کچھ عرصہ پہلے عراق ہی کا حصہ تھی اور جسے زبردستی الگ کر کے خود مختار مملکت بنا دیا گیا تھا جس کا سربراہ شیخ جابر الاحمد الصباح اپنی عیاشیوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مقبول ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کویت دنیا کے امیر ترین لوگوں کا شہر ہے لیکن عالم اسلام کو اس کی دولت اس امارت کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ کویت جسکی کل آبادی آٹھ یا نو لاکھ ہے اسمیں ۱،۷۰،۰۰۰ کے قریب بھارتی باشندے آباد ہیں تقریباً اٹھائیس ہزار کے قریب امریکی یہودی آباد ہیں ایک لاکھ پچپن ہزار کے قریب دیگر غیر مسلم ممالک کے باشندے ہیں، پچاسی ہزار کے قریب پاکستانی بھی مقیم ہیں اس کی دولت اور امارت کا فائدہ امریکی یہودی بھارتی باشندے اور دیگر غیر مسلم ممالک کے باشندے اٹھا رہے تھے کویت کی دولت کا فائدہ بڑے یہودیوں اور عیسائیوں کو تھا جو شیخ جابر الاحمد الصباح کے دوست ہیں اور جنہوں نے کویت کے دفاع کے ٹھیکے حاصل کر رکھے ہیں، جن کے بینک صرف کویت اور دیگر عرب ریاستوں کے سرمائے سے چلتے ہیں۔

ایک ایسے وقت میں جب اسرائیل سمیت تمام عالم کفر نے عراق کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کر لیا ہے پاکستان میں بھی صیہونیت نواز ایک مخصوص گروہ اس پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور اسلامی انقلاب کا نعرہ لگا کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہا ہے اور اندرون خانہ صیہونی دوستوں کے لیے راہ ہموار کر رہا ہے۔

موصوف لکھتے ہیں کہ اہل نظر نے تاڑ لیا تھا کہ

> کویت کی دولت کا فائدہ بڑے یہودیوں اور عیسائیوں کو تھا جو شیخ جابر الاحمد الصباح کے دوست ہیں

> مغربی طاقتوں نے جنگ عظیم کے بعد متحدہ عرب کو مختلف ریاستوں میں تقسیم کر دیا!

امریکہ اس کوشش میں ہے کہ اس جھگڑے کو بنیاد بنا کر عراق کو تباہ کر دے

سعودی عرب کی چھاؤنی کے۔ کے۔ ایم بنیادی طور پر امریکہ کا فوجی اڈہ ہے

سعودی بادشاہت کو اِن سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے وہ تو پہلے ہی صیہونیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں

مخصوص مذہبی گروہ جو عالمی اسلامی انقلاب کا دعویدار ہے ان عیاش حکمرانوں کی مدح سرائی میں مصروف ہے اور ان کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملاتا رہتا ہے، سعودی عرب کی عظیم فوجی چھاؤنی "ایم جس کی تعمیر پر کھربوں ڈالر خرچ ہوئے ہیں وہ تو بنیادی طور پر امریکہ اور اسرائیل کے فوجی اڈے ہیں، عالم اسلام کے خلاف فوجی سازشوں کا سب سے بڑا مرکز ہے جہاں سے عربوں کی سب سے بڑی فوجی قوت عراق کی نقل و حرکت پر نظر رکھتی ہے شنید ہے کہ ماضی میں عراق کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کے لئے اسرائیل کے طیارے یہیں سے محو پرواز ہوئے تھے اور بمباری کے بعد یہیں واپس آئے تھے ان حالات میں کھربوں ڈالر سے تعمیر ہونے والی یہ فوجی چھاؤنی جہاں پر سعودی عرب کی اپنی کوئی فوج نہیں عالم اسلام کے لئے کتنی منفعت بخش ثابت ہو سکتی ہے۔

موصوف اپنے اداریہ میں رقم طراز ہیں کہ "ستم ظریفی دیکھئے کہ چند ماہ پہلے صدر صدام حسین نے اسرائیل کو ایک زوردار گیدڑ بھبکی دی تو پاکستان کے ایک معروف مذہبی حلقے نے اسے صلاح الدین ایوبی کا خطاب دے ڈالا" آگے لکھتے ہیں کہ "اگر یہ صلاح الدین ایوبی جوش جہاد میں بڑھتا ہوا سعودی عرب میں جا گھسا اور امریکہ نے اپنے خصوصی مفادات کی خاطر اس سب سے بڑی عرب قوت کی کمر توڑ دی تو اسرائیل میں کیا گھی کے چراغ نہ جلیں گے"۔

اداریہ میں جو کچھ لکھا ہے اس سے قطع نظر عراق کویت جھگڑے میں عالمی حالات و واقعات کا جائزہ لیں تین چار ماہ کی عالمی سیاست کا بغور مطالعہ کریں تو حقیقت کچھ اسطرح واضح ہوتی ہے کہ عراق نے تین چار ماہ پیشتر فلسطین میں اسرائیل کی بڑھتی ہوئی جارحیت، عرب ممالک کے معاملات میں اس کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیش نظر اسرائیل کو خبردار کیا تو امریکہ اور اسرائیل کا ماتھا ٹھنکا اور انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ دنیا میں پہلے ہی لیبیا کے ہاتھوں ذلت و رسوائی کا طوق گلے میں ڈلوا چکے ہیں اب اگر عربوں میں عراق بھی جو ایک فوجی قوت کے طور پر منظم ہو چکا ہے، سامنے آگیا تو لیبیا اور عراق مل کر ہمارے عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جائیں گے، انہوں نے عراق کے خلاف عالمی سطح پر پروپیگنڈہ شروع کر دیا، کویت کے ذریعے عراق کو چھیڑا، عراق کی حدود میں سے تیل کے وسیع ذخائر کویت کے ذریعے نکلوائے اور انہیں فروخت کرنا شروع کر دیا عراق نے اس تیل کی واپسی کا مطالبہ کیا تو کویت نے امریکہ کے اشارے پر انکار کر دیا۔ دوسری طرف کویت عوامی نمائندوں کی تنظیم، انقلابی کونسل جو شیخ جابر الاحمد الصباح کی صیہونیت دوستی سے تنگ آ چکی تھی انہوں نے بھی عراق سے مدد کی درخواست کی، صورت حال انتہائی کشیدہ ہوتی گئی امریکہ آخری وقت تک کویت کو یقین دلاتا رہا کہ عراق حملے کی صورت میں وہ کویت کا دفاع کرے گا عراق نے انقلابی کونسل کی مدد سے کویت پر حملہ کر دیا کویت جو فوجی لحاظ سے اس قابل بھی نہیں کہ اپنا ایک گھنٹہ بھی دفاع کر سکے، عراقی فوجوں کے آگے نہ ٹھہر سکا لیکن اس نازک موقع پر امریکہ کویت کی مدد کو نہ پہنچ سکا، امیر کویت اسی وقت اپنے عالی شان ذاتی طیارے میں سعودی عرب پرواز کر گئے بجائے اس کے کہ کویت کے دفاع کا ٹھیکیدار امریکہ فوری طور پر کویت کی مدد کو پہنچتا اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ امریکی بینکوں میں کویت کے اثاثے منجمد کر دیئے یہ کیا کہ امریکی بینکوں میں کویت کے ساتھ ساتھ عراق کے اثاثے بھی منجمد کر دیئے اور اپنے اتحادی سعودی عرب کے ساتھ مل کر عراق کے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا، امریکی صدر جارج بش نے کہا کہ اگر عراقی جارحیت کو نہ روکا گیا تو اس کی یہ جارحیت اسرائیل سمیت ہم سب کو تباہ کر دے گی۔

> **امام شاہ احمد نورانی**
> **کی بین الاقوامی کوششوں**
> **کا نتیجہ ہے کہ عراق و ایران**
> **جنگ بندی**
> **پر آمادہ ہوئے**

صدر صدام حسین نے کویت کو عراق میں ضم کر لیا ہے اور اپنی فوجیں امریکی فوجوں کے مقابل لے آئے ہیں پورے عالم اسلام میں عراق کے صدر صدام حسین اسرائیل امریکہ اور دیگر غیر مسلم ممالک کے لیے خوف کی ایک علامت بن کر سامنے آئے ہیں اس لئے امریکہ اب اس کوشش میں ہے کہ اس جھگڑے کو بنیاد بنا کر اسرائیل اور دیگر غیر مسلم ممالک کی مدد سے عراق کو تباہ و برباد کر دے، اپنی سازشوں کے ذریعے اس نے مسلم ممالک میں بھی عراق کو تنہا کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی رہا ہے کس قدر ستم ظریفی کی بات ہے کہ سعودی عرب اپنی حفاظت کی ذمہ داریاں امریکی فوجوں کے سپرد کر چکا ہے اور اردن کے دفاع کی ذمہ داری پہلے ہی اسرائیل کے پاس ہے عراقی صدر صدام حسین نے صلاح الدین ایوبی کی طرح ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ کوئی غیر مسلم کبھی کسی مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا انہوں نے امریکہ اور اسرائیل اور دیگر غیر مسلم ممالک کو کبھی بھی اپنا دوست نہیں سمجھا انہوں نے متعدد بار اسلامی ممالک کا الگ بلاک بنانے کی تجویز بھی پیش کی اسی بنیاد پر پاکستان کے ۹۰ فیصد لوگ صدام حسین کو اس دور کا صلاح الدین ایوبی سمجھتے ہیں جن کی نظریں یروشلم اور حیفا پر ہیں لیکن یہ چھوٹی چھوٹی عرب ریاستیں اس کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اگر امریکہ عربوں کی سب سے بڑی طاقت عراق کی اپنے خصوصی مفادات کی خاطر کمر توڑ دے تو اسرائیل میں گھی کے چراغ نہیں جلیں گے، خدا نہ کرے ایسا ہو اگر ایسا ہوا تو یہ نہ صرف عرب مسلمانوں بلکہ تمام عالم اسلام کی سب سے بڑی بدقسمتی ہوگی۔

کاش مسلمان سربراہ آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے مسائل خود طے کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کریں یا اپنے برادر اسلامی ممالک سے مدد طلب کریں خدا کرے عالم اسلام اپنے اصل دشمنوں اور دوستوں کو پہچان جائے۔ (آمین)

بغداد سے حجاز تک

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا دلچسپ احوال

عالمی علماء کانفرنس میں شرکت کے لیے ہم عراقی ایئر ویز کے طیارے سے براستہ ایتھنز ۱۷ جون کو رات گئے بغداد پہنچے۔ بغداد ایئرپورٹ پر وزارت اوقاف اور مذہبی امور کے اعلیٰ افسران ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ہمیں وی آئی پی لاؤنج لے جایا گیا۔ وہاں مشروبات سے ہماری خاطر تواضع کی گئی۔ اسی اثناء میں ہم سے ہمارے پاسپورٹ لے لئے گئے۔ اور افسران نے خود ہی امیگریشن کے مراحل طے کرائے اس کے بعد کانفرنس کے شرکاء کا وفد ہوٹلوں کے لئے روانہ ہوا۔ ہمارے ساتھ ایمسٹرڈم سے علماء کا ایک وفد شریک سفر تھا جبکہ ایتھنز سے ترکی علماء بھی سوار ہو گئے۔ ہماری فلائٹ سے نصف گھنٹہ قبل فرینکفرٹ سے فلائٹ بھی وفود کو لے کر پہنچ چکی تھی۔ برادرم قمر صاحب برادرم خواجہ صاحب۔ برادرم بشیر احمد صاحب اور راقم الحروف ایک کار میں ہوٹل پہنچے۔ کانفرنس کے شرکاء کی رہائش کا اہتمام دو فائیو اسٹار ہوٹلوں میں کیا گیا تھا۔ ایک کانفرنس ہال کے بالکل سامنے ہوٹل "الرشید" (جو مشہور خلیفہ ہارون الرشید کے نام پر بنایا گیا ہے) دوسرا عظیم عباسی حکمران ابو جعفر منصور کے نام پر "المنصور"۔ ہمارا قیام "المنصور" میں تھا یہ ہوٹل تعمیراتی حسن کے لحاظ سے بغداد کے چند گنے چنے عالیشان ہوٹلوں میں سے ایک ہے۔ دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے اس کا حسن دوبالا ہو گیا ہے اس کے اردگرد خوبصورت سبزہ زار اور پرکشش تالاب اور فوارے ہیں۔ کثیر المنزلہ یہ ہوٹل بہت دیدہ زیب اور اپنی نفاست کی وجہ سے شہرت کا حامل ہے۔ آدھی رات کے بعد جب ہماری گاڑیاں ہوٹل پہنچیں تو ہوٹل کے چاق و چوبند عملے نے مستعدی سے ہمارے کمروں کی چابیاں ہمارے حوالے کیں۔ میرے شرکائے سفر نے وہ رات میرے کمرے میں گزاری کہ وہ بہت وسیع اور بستروں کے اعتبار سے ہم چاروں کے لئے کافی تھا۔ لیکن اخلاقی طور پر چونکہ ان کی رہائش کا جواز نہیں تھا اس لئے ان ساتھیوں کے لئے دوسرے دن شہر میں دربار قادریہ کے قریب ایک ہوٹل کا انتظام کیا گیا۔ المنصور ہوٹل میں میرے کمرے کی بیرونی کھڑکی دریائے دجلہ کی سمت میں کھلتی تھی۔ علی الصبح جب ہم نے شہر کا نظارہ یہاں سے کیا تو بغداد کے حسن نے پہلی نظر میں ہی موہ لیا
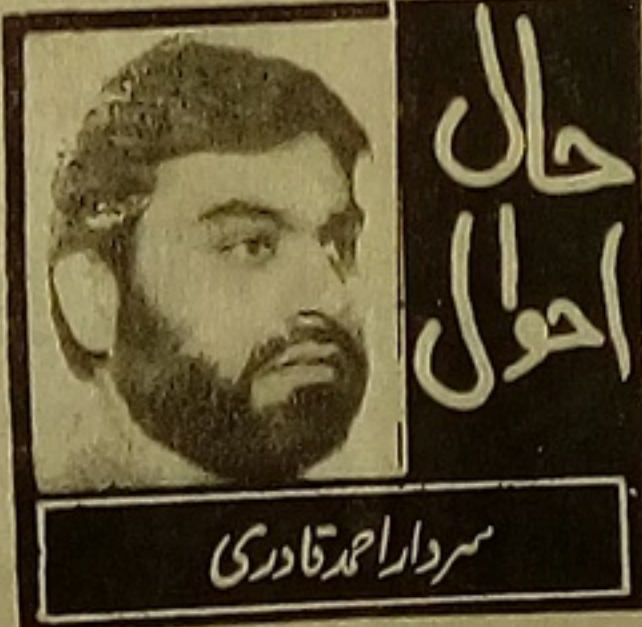
سردار احمد قادری

عالیشان اور بلند و بالا عمارات شہر کے درمیان بہتا ہوا دریائے دجلہ کا نیلگوں پانی، اس کے کنارے پر گھنی کھجوروں کی لمبی قطاریں اور شہر کے مختلف حصوں میں مسجدوں کے خوبصورت مینار یہ سب کچھ مل کر ایک دلکش منظر کا سماں پیدا کر رہے تھے۔

یہ جمعہ کا دن تھا ہم نے نماز جمعہ سے دو گھنٹے قبل ٹیکسی لی اور باب الشیخ پہنچ گئے۔ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے علاقے کو اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہم نے کھانا دربار شریف کے بالکل سامنے ایک ہوٹل میں کھایا جس کا نام "مطعم الکیلانی" تھا یعنی "گیلانی ہوٹل" جب ہم مزار شریف کے احاطے کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ احاطے سے باہر ایک چھوٹا سا بازار ہے۔ اس بازار میں ایک مارکیٹ لگی ہوئی تھی جہاں لوگوں کی بھیڑ تھی۔ اس جمعہ بازار میں تمام انواع کی اشیاء کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء بھی فروخت ہو رہی تھیں اور زیادہ تر زائرین خریداری میں مصروف تھے۔ ہم نے دربار شریف کے مین گیٹ سے داخل ہو کر پہلے وضو خانہ کا رخ کیا۔ وضو خانے سے متصل چھوٹے چھوٹے کمروں میں مختلف مزارات ہیں جہاں دربار قادریہ۔ جیلانیہ کے سابقہ سجادہ نشینوں کے مزارات اقدس ہیں اس کے بعد ایک کھلا صحن ہے۔ صحن کے چاروں طرف دو منزلہ عمارت ہے۔ جس میں مختلف حجرے ہیں ان میں زائرین کی رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے اس کے لئے سجادہ نشین نقیب الاشراف السید یوسف الکیلانی مدظلہٗ اجازت مرحمت فرماتے ہیں انہیں کمروں میں سے بعض میں لنگر شریف کی تقسیم بھی ہوتی ہے۔ اوپر کی منزل میں ایک وسیع و عریض کتب خانہ بھی ہے جہاں قدیم اور نادر قلمی نسخے موجود ہیں۔ صحن کے آخر میں مسجد کی عمارت ہے جس کے ایک حصے میں حضور غوث پاکؒ کا مزار اقدس ہے۔ ہم مزار شریف کی طرف جا رہے تھے کہ ایک طرف سے صلوٰۃ و سلام کی صدائیں سنائی دیں۔ ہم اس طرف گئے تو بنگالی زائرین کا ایک وفد جس کی تعداد چالیس پچاس افراد پر مشتمل تھی۔ بڑی پرسوز آواز میں یا نبی سلام علیک یا رسولؐ سلام علیک پڑھ رہا تھا ہم بھی شریک ہو گئے درد و سوز کے انداز میں پڑھا جانے والا یہ صلوٰۃ و سلام بہت پرکیف تھا۔

اس وقت نماز جمعہ کے لئے لوگ مسجد میں داخل ہو رہے تھے اور مسجد تقریباً بھر چکی تھی اس لئے ہم نے جگہ حاصل کی اور بیٹھ گئے۔ اتفاق سے ہمیں حضور غوث پاک کے مزار کی پائنتی کی طرف دروازے کے قریب جگہ ملی۔ مزار شریف کا حجرہ بند کر دیا گیا تھا۔ صرف اور صرف اعلیٰ سرکاری حکام اور سجادہ نشین صاحب کے عزیز و اقارب کے لئے دروازہ کھلتا

تھا اور بند ہوتا تھا۔ جالی کے جھروکوں سے مزار شریف کا نظارہ ہو رہا تھا لیکن خواہش تھی کہ اندر جاکر سلام پیش کیا جائے میں نے ہمت کی اور دروازے کے قریب جاکر کھڑا ہو گیا اسی اثناء میں ایک صاحب کے لئے دروازہ کھلا اور میں بھی جلدی سے ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ دربار شریف کے حجرہ میں اس وقت تقریباً ایک درجن افراد تھے جو بیٹھے ہوئے تلاوت کر رہے تھے۔ بہت پرسکون ماحول تھا میں نے بہت ادب و احترام سے دربار غوثیت میں سلام عرض کیا۔ قرآن مجید کی سورۃ رحمان کی تلاوت کی اور اس کا ثواب آپ کی روح پاک کو پہنچایا۔ اتنے میں دربار غوثیہ کے سجادہ نشین السید یوسف الکیلانی تشریف لائے ان کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ان کے سے دربار شریف کے حجرے کے ایک کونے میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے خصوصی جگہ کا اہتمام تھا۔ میں نے دربار شریف کے محافظ کا اشارہ پاکر باہر جانے کا قصد کیا اور دروازے کے پاس جاکر برادرم قمر صاحب کو بلالیا۔ میں باہر نکلا تو قمر صاحب اندر آ گئے۔ اس طرح ہمارے تینوں ساتھی باری باری دربار شریف کے اندر اس وقت پہنچے جبکہ عوام کے لئے داخلہ بند تھا۔

نماز جمعہ کے بعد پھر حاضری دی۔ اب عوام کا جم غفیر تھا۔ ہر طرف سے تلاوت اور ذکر کی بلند آواز آ رہی تھی بعض لوگ وجد و مستی کے عالم میں "اللہ" کا ورد کر رہے تھے بعض لوگ سسکیاں بھر رہے تھے۔ ایک درویش کو دیکھا کہ وہ وقفے وقفے کے ساتھ "یا شیخ" کا نعرۂ مستانہ بلند کر دیتا اور پھر بلند چیخ مارتا۔ دربار کے منتظمین اسے خاموش رہنے کی تلقین کرتے لیکن وہ عالم بے خودی میں بار بار یہی عمل دہراتا رہا۔ مزار کے کمرے سے باہر جو کمرہ ہے اس میں ہند و پاک سے آئے ہوئے زائرین "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" سلام پیش کر رہے تھے ہم بھی ان میں شریک ہو گئے سلام پڑھوانے والا بہت شیریں آواز میں دلسوزی سے سلام کے اشعار پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس شعر پر پہنچا۔

غوث اعظم امام المتقی والمنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

تو پڑھنے والوں کی سسکیاں گونج اٹھیں جس شخصیت کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا تھا اس کا مزار آنکھوں کے سامنے تھا۔

دربار شریف سے باہر نکلے تو باغ کا مجمع بازار اپنی پوری آب و تاب دکھا رہا تھا۔ ہر طرف بھیڑ لگی ہوئی تھی کسی جگہ سے تسبیحیں خریدی جا رہی ہیں۔ کہیں انگوٹھیوں کی فروخت ہو رہی ہے۔ ایک طرف ٹھنڈی بوتلیں اور شکنجبین گرم پیاس بجھانے کے لئے موجود تھیں۔ کسی جگہ

> **ایک زمانے میں باباگرونانک اسی جگہ مزارِ بہلولؒ کے قدموں میں چلہ کشی میں مصروف رہے**

پر برادرم قمر صاحب کو ان کے گاؤں کے ایک شخص مل گئے تنویر تبسم صاحب نامی یہ نوجوان ہمارے بہت کام آیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ روز اول تک عراق کے مختلف حصوں میں موجود زیارات تک رسائی اس کی وجہ سے ممکن ہو سکی ——

موصوف کویت میں ملازم ہیں۔ ہر جمعہ بغداد دربار پر حاضری دیتے ہیں۔ ہماری وجہ سے دو دن مزید رہے۔ اور سوموار کی رات کو واپس کویت گئے۔ ان سے یہ اتفاقیہ ملاقات ہمارے لئے حضور غوث پاک کی خصوصی میزبانی کا ایک حسین تر پہلو تھا۔ تبسم صاحب اپنی کار پر آئے تھے اس لئے انہوں نے اپنی کار پر پہلے پہل بغداد کے قدیمی قبرستان میں اولیائے کاملین کی زیارت کرائی۔ بغداد کے سینٹرل ریلوے اسٹیشن سے آگے ریل کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ جو سڑک جاتی ہے وہ شہر کے ویران اور پرانے مکانات کے حصے کی طرف کا راستہ ہے ایک جگہ جاکر کار نے پٹڑی کو کراس کیا۔ اور دوسری طرف ایک وسیع و عریض قبرستان تھا جسے مختلف احاطوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ دور سے ایک چھوٹا سا گنبد نظر آیا معلوم ہوا کہ یہاں اپنے وقت کی عظیم ملکہ (جس کے حسن انتظام کے چرچے آج تک مشہور ہیں اور جس کے نام سے منسوب نہر زبیدہ تاریخ میں اس کے نام کو محفوظ رہے گی) ملکہ زبیدہ آرام کر رہی ہے

کلّ من علیہا فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

آگے بڑھے تو ہماری گاڑی ایک بوسیدہ سے دیوار میں نصب پرانے طرز کے ایک دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ سامنے ایک کمرہ تھا اور ایک طرف ایک چھوٹا سا برآمدہ۔ برآمدہ میں ایک بوڑھا درویش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اٹھ کر ہمارا استقبال کیا اور آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ اس وقت ہم اپنے وقت کی دو عظیم روحانی شخصیتوں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے سامنے حاضر تھے۔ دونوں کا تعلق شیخ طریقت اور مرید صادق کا بھی ہے اور ماموں بھانجے کا بھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے اور خاص مرید بھی)

یہاں کی حاضری کے بعد

ہم نے حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ خواہش ظاہر کی جن کا مزار ایک قریبی احاطے میں تھا اسی درویش نے ہمیں اس احاطے کی چابیاں دے دیں اس طرح ہم اپنے وقت کے ایک مجذوب کامل حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک پہنچے۔ ان کا مزار ایک وسیع اور پختہ صحن کے بعد ایک چھوٹی سی عمارت میں واقع ہے۔ جسے دو کمروں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک میں حضرت بہلول کا مزار ہے اور دوسرے میں باباگرونانک کی تصویر اور گرنتھ صاحب رکھی ہوئی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک شیخ طریقت کے مزار کے قریب والے کمرے میں سکھوں کے پیشوا کی تصویر کا کیا کام —؟ اصل بات یہ ہے کہ ایک زمانے میں باباگرونانک اسی جگہ مزار بہلول کے قدموں میں چلہ کشی میں مصروف رہے ہیں۔ ان کی یادگار کے طور پر ان کی تصویر اور گرنتھ صاحب کو رکھا گیا ہے۔ پھر یہ وضاحت سے لکھ دیا گیا ہے کہ یہاں "گرو جی" ایک عرصے تک مقیم رہے ہیں اس وجہ سے سکھ بھی یہاں آتے رہتے ہیں ہم نے حضرت بہلولؒ کے مزار پر حاضری دی تو میرے ذہن میں وہ واقعہ تازہ ہو گیا جب حضرت —— بہلولؒ نے زبیدہ خاتون کو ریت کا گھر "جنت کے گھر" کے طور پر بیچا تھا۔ اور رات کو خواب میں جب ہارون الرشید نے اس محل کو دیکھا تو اسے بتایا گیا کہ جنت کا یہ وہ محل ہے جو زبیدہ نے بہلولؒ دانا سے خریدا ہے دوسرے دن ہارون ریت کا ایک گھروندا خریدنے گئے تو حضرت بہلولؒ نے فرمایا کہ اب ریت کا گھروندا کل کے نرخ پر نہیں ملے گا۔ زبیدہ نے ان دیکھے خریدا تھا۔ تم دیکھ کر خریدنے آئے ہو۔

ہم مزار سے باہر نکلے تو ایک سکھ اپنی گاڑی سے نیچے اترا اور اس نے ہم سے چابی لے لی۔ اس نے بتایا کہ وہ خادم دربار سے مل کر آیا ہے انہوں نے بتایا ہے کہ چابی آپ لوگوں کے پاس ہے ہم نے چابی اس کے حوالے کی اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک طویل برآمدے سے گزر کر ہم مزار تک پہنچے۔ برآمدے کے دونوں طرف قبرستان تھا۔ یہاں سے ہم سوئے کربلا روانہ ہوئے۔

بغداد سے باہر نکلے تو کھجوروں کے گھنے درختوں نے ہمارا استقبال کیا۔ ایک کشادہ سڑک پر (جو اپنے معیار کے اعتبار سے یورپ کے "آٹو روٹ" کی طرح کم دکھنی) ہم نے تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر کا فاصلہ سوا گھنٹے میں طے کیا

نسیم صاحب بہت اچھی ڈرائیونگ کرتے ہیں اور راستے بھی ان کے دیکھے بھالے ہیں۔ راستے میں مختلف جگہوں پر دریا اور ندی نالے بھی آتے رہے۔ بستیاں اور چھوٹے چھوٹے شہر گزرتے رہے۔ جہاں کے لوگوں پر اطمینان کی جھلک تیزی سے گزرتے ہوئے بھی واضح طور پر نظر آتی تھی۔ اکثر جگہوں میں اور شاہراہ پر اہم مقامات پر صدر صدام حسین کی تصویریں لگی ہوئی تھیں بعد میں معلوم ہوا کہ عراقی لوگ اپنے صدر سے محبت کرتے ہیں۔ جنگ نے صدام حسین کو ہیرو بنا دیا ہے۔

کربلا سے قبل ایک چھوٹا سا شہر ”الحسینیہ“ آیا یہاں سے نکلے تو کربلا کی حدود شروع ہو گئیں۔ میرے منہ سے یہ شعر بے ساختہ نکلا۔

اے خاکِ کربلا اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاشِ جگر گوشۂ رسولؐ

کربلا ایک چھوٹا سا شہر ہے بغداد سے آئیں تو سب سے پہلے سیدنا عباسؓ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مزار آتا ہے ہم نے سب سے پہلے وضو کیا۔ اور پھر مزار عباس علمدار پر حاضری دی۔ مزار عباسؓ اور مزار امام حسینؓ کے درمیان ایک پر رونق بازار ہے جس میں تبرکات اور دیگر اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ حضرت عباسؓ کے مزار سے جب ہم سوئے مزار نواسہ رسول کی طرف بڑھے تو دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں ساتھیوں کی اور میری آنکھیں نمناک تھیں۔ مزار کے احاطے میں داخل ہوئے تو دل کے سوز و گداز کی کیفیت میں اضافہ تھا۔ مزار امام سے قبل ایک احاطے میں دیگر شہدائے کربلا کے مزارات کا مشترکہ احاطہ ہے اور ایک طرف شہید کربلا حضرت حبیب ابن مظاہر کا مزار ہے۔ آگے بڑھے تو نواسۂ رسولؐ جگر گوشۂ بتولؓ نورِ نظرِ مصطفیٰؐ اور لختِ جگرِ مرتضیٰؓ کا مزار ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ یہاں قرآنی آیات کی تلاوت بھی کی اور آنسوؤں کا نذرانۂ عقیدت بھی پیش کیا میں نے روح سیدنا امام حسینؓ کو مخاطب کر کے باآواز بلند کہا۔ اے نواسۂ رسولؐ کاش آپ کے دور میں ہم موجود ہوتے۔ اور میدان کربلا میں آپ کے دشمنوں کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے۔ اور پھر عرض کی اے رسول کریمؐ کے لاڈلے بیٹے! روز محشر اپنے نانا جانؐ کے حضور شفاعت کے لئے ہماری سفارش فرمانا آپ کے نانا جانؐ کے امتی آپ کے مزار پر حاضر ہیں اور سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

ہمارے پاس وقت کم تھا اس لئے یہاں سے جلدی سے فارغ ہوئے اور اب ہمارا سفر کوئے نجف تھا۔ کربلا سے تقریباً ستر کلومیٹر کے فاصلے پر نجف ہے راستے میں ہی ہم نے نماز عصر پڑھی ایک چھوٹا سا قصبہ آیا تو ہم اندر داخل ہو گئے۔ قصبے کی واحد مسجد بند تھی لہٰذا ہم نے سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی کی۔ کار کی ڈگی میں پانی کا کین موجود تھا۔ وضو کیا۔ اذان دی گئی کمبل موجود تھا۔ اسے بچھایا گیا اور ہم نے باجماعت نماز ادا کی۔ پھر سفر کا آغاز ہوا۔ اور شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ سورج اپنا سفر ختم کرنے کو تھا کہ ہم نجف کی حدود میں داخل ہو گئے۔ مجھے حضرت اقبال یاد آ گئے۔ جنہوں نے فرمایا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ تہذیبِ افرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

نجف ایک پر رونق شہر ہے۔ کہنے کو نجف اور کوفہ دو مختلف شہر ہیں لیکن آج کل انہیں جڑواں شہر کہا جا سکتا ہے۔ جہاں نجف کی بلدیہ کی حدود ختم ہوتی ہے اس سے پانچ کلومیٹر بعد کوفہ کی حدود شروع ہو جاتی ہیں لیکن

اس دوران بھی عمارات کا سلسلہ تقریباً جاری رہتا ہے نجف اشرف میں دربار حیدری میں حاضری دی۔ امام الاولیاء حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری سے ایک عجیب روحانی کیف اور لطف حاصل ہوا۔ مزار شریف کے احاطے سے باہر جلی حروف میں زبان رسالتمآب علیہ التحیۃ والصلوٰۃ لکھا ہوا ہے۔ الحق مع العلی والعلی مع الحق ” (حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے) بے شک زبان رسالتؐ پر کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا دربار مرتضیٰ میں قرآنی آیات کا تحفہ پیش کر کے اور سلام عرض کر کے ہم کوفہ پہنچے اس وقت مغرب کا وقت قریب تھا ہماری گاڑی جامع مسجد کوفہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رہائشی مکان کے قریب جا کر رکی۔ سب سے پہلے ہم نے مکان دیکھا تقریباً [illegible] پر مشتمل یہ مکان کبھی عظیم الشان اسلامی حکومت کے [illegible] ”سرکاری [illegible]“ ہوا کرتا تھا مکان کی مرمت اور حفاظت کے لئے کوئی تدابیر بارہا کی گئی ہوں گی لیکن مکان کا بنیادی اسٹرکچر اور کمروں کی ترتیب وہی ہے جو پہلے تھی۔ بڑے دروازے سے اندر چھوٹے سے صحن میں داخل ہوں تو بائیں طرف دو چھوٹے چھوٹے حجرے ہیں ایک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کتب خانہ تھا اور دوسرا مہمانوں کے لئے مخصوص کمرہ، دائیں طرف ایک پتلی سی اور لمبی راہداری ہے آگے چل کر ایک کمرے میں کنواں ہے۔ گائیڈ نے بتایا کہ یہ پانی گھر کے استعمال کے لئے تھا اور یہ کمرہ باورچی خانہ بھی تھا۔ ساتھ ہی ایک طرف چھوٹے سے دو حجرے تھے جسے غسل خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا باورچی خانے سے متصل ایک بڑا اور دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جو رہائش کے لئے تھے۔ بڑے کمرے کے ساتھ ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی۔ جسے شاید اسٹور کے طور پر استعمال کیا جاتا ہوگا۔ بتایا گیا اس جگہ پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد انہیں ان کے عظیم صاحبزادوں سیدنا حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور بعد میں ان کے جسد پاک کو ملحقہ بڑے کمرے میں دیدار کے لئے رکھ دیا گیا تھا۔ اس کمرے میں دو کتبے نصب ہیں جہاں یہ لکھا گیا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے پاس کس جگہ حضرت حسنؓ اور کہاں پر حضرت حسینؓ ”تشریف فرما تھے۔ [illegible] اس معاملے میں داد دینی پڑتی ہے کہ تاریخ کو محفوظ رکھنے میں ان کا جذبہ اور کاوشیں قابلِ قدر ہیں۔

جامع مسجد کوفہ میں بھی مختلف کتبے نصب ہیں۔ مسجد کا بہت بڑا صحن ہے جسے دیکھ کر میرے ساتھی اور میں حیران رہ گئے۔ حیرانی کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بھی اتنی طویل و عریض مسجدیں بنائی جاتی تھیں مسجد کی دیواریں قلعہ نما ہیں دور سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعے کی دیواریں ہیں۔ مسجد کے صحن میں بجری بچھی ہوئی ہے اور لوگ جوتیوں سمیت چلتے رہتے ہیں۔ صرف چند جگہوں پر تھلے بنے ہوئے تھے جہاں لوگ نماز کے لئے صفیں بنائے بیٹھے تھے۔ ان تھلوں کے درمیان کافی فاصلے تھے۔ معلوم نہیں تھا کہ نماز کس طرح ادا کی جائے گی کیونکہ ہر تھلے میں ایک امام بھی موجود تھا ایک کونے میں موجود ایک کمرے میں وہ جگہ محفوظ رکھی گئی ہے جہاں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا گیا تھا بعدازاں انہی زخموں کی وجہ سے آپ شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہوئے۔

مسجد کوفہ سے متصل حضرت مسلمؓ بن عقیل شہید کوفہ کا مزار ہے۔ یہاں پر بھی حاضری دی۔ ان کے مزار کے

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی امام اعظمؒ کے مزار پر حاضری دیتا ہوں، دو رکعت نفل پڑھ کر جو دعا کرتا ہوں قبول ہوتی ہے۔

سامنے علیحدہ عمارت میں ان کے میزبان بانی جی عرزہ کی قبر ہے۔ ہم نے یہاں سے بغداد جانے کے لئے نئے راستے کا انتخاب کیا۔ کربلا کی طرف واپس جانے کی بجائے ہم نے بابل کے راستے سے واپسی کا پروگرام بنایا۔ کوفہ سے نکلے ہوئے دس پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے کہ مغرب کا وقت ہوگیا۔ ہم نے عصر کی نماز کی طرح گاڑی لب سڑک کھڑی کر کے نماز مغرب ادا کی۔ رات کی تاریکی کا آغاز ہوگیا تھا اور ہم عراق کی دیہاتی آبادی کے قریب سے گزر رہے تھے بجلی کی روشنیاں چھوٹے اور بڑے دیہاتوں کی عکاسی کر رہی تھیں ہماری اگلی منزل اللہ تعالیٰ کے نبی اور صبر و استقامت کی عظیم مثالی شخصیت حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا مزار اقدس تھا مین روڈ سے گاڑی کچی سڑک کی طرف کر دی اور تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہم ان کے مزار کے احاطے کے سامنے تھے۔ یہ مزار ایک چھوٹی سی بستی میں واقع ہے۔ زائرین کا ایک گروپ پہلے سے موجود تھا اور وہ شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ یہاں ہم نے حاضری دیکر اس چشمے کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا جس کا پانی پینے سے اور غسل کرنے سے ان کی دیرینہ تکلیف اور بیماری جاتی رہی تھی گاڑی الٹو روٹ پر ایک دفعہ پھر دوڑ رہی تھی اور تقریباً نصف گھنٹے کے بعد گاڑی پھر کچے راستے کی طرف مڑی۔ اس دفعہ گاڑی ایک نہر کے کنارے کنارے چل رہی تھی اردگرد کے دیہات بالکل پاکستانی دیہاتوں کا منظر پیش کر رہے تھے۔ رات گہری ہوتی جا رہی تھی تبسم صاحب ان راستوں سے بخوبی واقف تھے اس لیے کچے راستے میں بھی گاڑی بڑی مہارت سے چلا رہے تھے۔ ایک جگہ پر ایک زبردست موڑ آیا۔ اگر اجنبی ڈرائیور ہوتا تو مڑنے کی بجائے گاڑی سیدھی نہر کے اندر جا گرے۔ ہم تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اس چشمے تک پہنچے جس کا ذکر قرآن مقدس کی سورۃ ص (صاد) میں موجود ہے۔ اس چشمے پر دو ٹنکیاں موجود ہیں ایک پینے کے لئے دوسرا نہانے کے لئے۔ تاہم نہانے کے لئے علیحدہ کمرے بھی بنے ہوئے ہیں ہمارے ساتھی اس پانی سے خوب نہائے اس چشمہ کے قریب ہی حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا مزار ہے۔ یہاں بھی سلام پیش کئے۔

اس جگہ سے واپسی پر ہم نے رات کا کھانا، ایک قصبے کے لب سڑک ریستوران میں کھایا۔ ہم نے مچھلی کا آرڈر دیا۔ یہ مچھلی اپنے ذائقے کے اعتبار سے لاہوری تکوں سے بہت مشابہ تھے۔

ہم بابل کے عظیم تاریخی شہر سے بھی گزرے بابل نینوا کی تہذیب ہزاروں سال کی تاریخی عظمت کی حامل ہے کہا جاتا ہے کہ نسل انسانی کے ابتدائی تہذیبی سفر کی ترقی کا عمل اسی علاقے سے شروع ہوا تھا موجودہ حکومت نے بابل کی تہذیب کے قدیم آثار اور کھنڈرات کو محفوظ کرنے میں بہت کام کیا ہے۔ میوزیم اور تاریخی مقامات کی نگرانی عمدہ طریقے سے ہو رہی ہے۔

رات گئے ہم بغداد پہنچے۔ ساتھیوں کو ان کے ہوٹل پر چھوڑ کر جب میں اپنے ہوٹل پہنچا تو کاؤنٹر سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اپنے وفد کے ہمراہ پاکستان سے تشریف لا چکے ہیں۔ صبح میں نے سید غلام السیدین کو فون پر اپنی آمد سے مطلع کر دیا تھا۔ علامہ قمر الزماں اعظمی اور سید غلام السیدین برطانیہ سے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچے ہوئے تھے جس میں شرکت کرنے میں بلجیم سے نمائندگی کے لئے آیا ہوا تھا۔

دوسرے دن دس بجے کانفرنس کا آغاز ہوا جس کا عنوان تھا "المؤتمر الاسلامی لمناصرۃ العراق" "اسلامی کانفرنس برائے تعاون عراق" میں ذرا تاخیر سے کانفرنس ہال پہنچا۔ کارروائی کا آغاز ہونے والا تھا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تقریباً ایک ہزار سے زائد شرکاء موجود تھے جس میں دنیا بھر کے علماء کرام اور اسکالرز کے علاوہ وزراء، سفراء اور اعلیٰ سرکاری حکام بھی شریک تھے۔ میں جس وقت کانفرنس ہال پہنچا اس وقت عراق کا قومی ترانہ بجایا جا رہا تھا سب ہی احتراماً کھڑے تھے۔ میں بھی کھڑا ہوگیا۔ بعد ازاں ایک نظر کانفرنس ہال پر ڈالی تو ہر طرف عماموں، دستاروں، ٹوپیوں کے مختلف رنگ اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ مختلف ممالک کے علماء اور مشائخ اپنے علاقے کی مخصوص ٹوپیوں اور عماموں کے خصوصی اسٹائل کے ساتھ رونق افروز تھے۔ پہلی صفوں میں عراقی علماء اور مشائخ تھے ان کی سرخ ٹوپیوں پر سبز رنگ کے رومال بندھے ہوئے تھے۔ شیعہ علماء کرام اپنی مخصوص کالی دستاریں باندھے موجود تھے۔ جامعۃ الازہر سے منسلک علماء جامعہ کی مخصوص ٹوپی کے اوپر سفید رومال باندھے ہوئے تھے۔ جبکہ ترکی علماء ترکی کی مشہور زمانہ ٹوپیاں لئے ہوئے تھے خلیج اور دیگر عرب ممالک کے علماء عقال اور رومال کے ساتھ تھے۔ جبکہ برصغیر پاک و ہند کے علماء سادہ ٹوپیاں اور قراقلی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے چند ایک نے دستاریں بھی باندھ رکھی تھیں
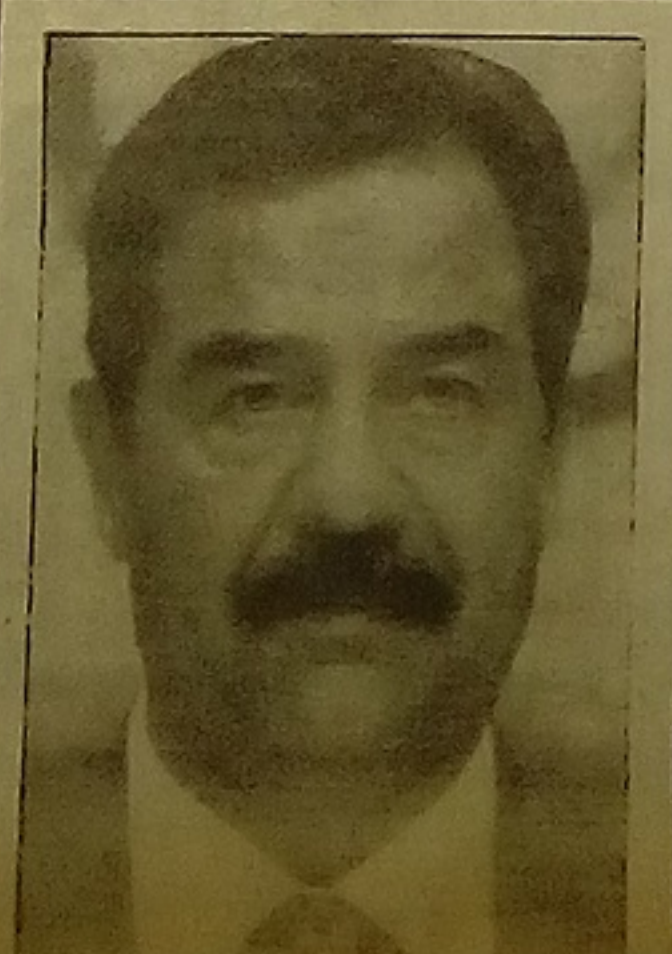
افتتاحی اجلاس کا باضابطہ افتتاح عراقی نائب صدر (جو انقلابی کونسل میں صدر کے نائب ہیں) نے کیا۔ افتتاحی اجلاس کے بعد پہلے ورکنگ سیشن میں جن چار صدور کے پینل کا اعلان کیا گیا ان میں کویت کے وزیر مذہبی امور، اردن کے وزیر مذہبی امور، عراق کے ایک مذہبی اسکالر کے علاوہ مولانا شاہ احمد نورانی کا نام بھی شامل تھا اس سیشن کے اختتام پر کانفرنس کے مندوبین کے لئے کانفرنس ہال کے بالمقابل فندق الرشید میں ظہرانہ کا اہتمام تھا علامہ نورانی میاں صاحب سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ کل رات سے مسلسل میرے کمرے میں فون پر مجھ سے رابطے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ انہیں جب غلام السیدین صاحب کی معرفت میری آمد کا علم ہوا تو وہ مجھے ملنا چاہتے تھے لیکن میں بغداد میں تھا ہی نہیں اس لئے سارا دن ہوٹل میں رابطہ نہ ہو سکا۔

۱۶ رجون سے لے کر ۱۸ رجون تک کانفرنس تین دن تک جاری رہی۔ عموماً علامہ شاہ احمد نورانی، پروفیسر شاہ فرید الحق، علامہ قمر الزماں اعظمی، سید غلام السیدین، مولانا مفتی محمد یونس کاشمیری، مولانا مفتی ، ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری، مولانا شاہ تراب الحق، علامہ ڈاکٹر جلال الدین نوری، مولانا فیض علی فیضی (راولپنڈی) اور راقم الحروف ساتھ ساتھ بیٹھتے۔ کانفرنس ہال اور اس کے انتظامات قابل تعریف تھے پاکستان سے آنے والے مندوبین
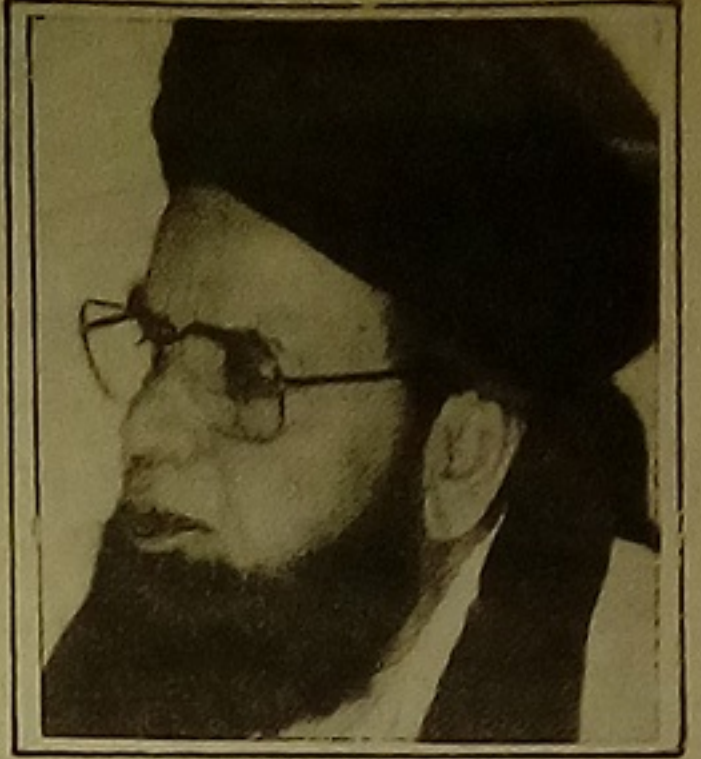
"اخبار العرب" لاہور کے ایڈیٹر امین الرحمٰن نے بڑے افسوس سے بتایا کہ پاکستان میں کانفرنس کرنے کے لئے ایسا ایک بھی سرکاری ہال نہیں ہے۔ لے دے کے اسٹیٹ بنک اسلام آباد کا ہال (جسے کئی سال تک قومی اسمبلی ہال کے طور پر استعمال کیا گیا۔) یا لاہور کا الحمرا ہال ہے جسے عام طور پر ڈراموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ملکی کانفرنسوں کے لئے اس نوعیت کا ایک علیحدہ ہال ضرور تعمیر ہونا چاہیئے۔

کانفرنس کی زیادہ تر تقاریر عربی میں ہوئیں ان کے فرنچ اور انگریزی ترجمے کا انتظام تھا جسے ہیڈ فون پر سنا جا سکتا تھا۔ کانفرنس کے روزانہ دو ورکنگ سیشن ہوتے تھے جو روزانہ صبح نو بجے سے ایک بجے اور چھ بجے سے دس بجے رات تک ہوتے تھے۔ اس کانفرنس میں ۷۲ ممالک کے تقریباً ساڑھے آٹھ سو علماء نے شرکت کی صرف پاکستان سے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے چالیس افراد پر مشتمل علماء اسکالرز اور صحافیوں کے وفد نے شرکت کی بیلجیم سے پانچ علماء کا انتخاب کیا گیا تھا۔ جس میں سے صرف استاد عبدالمنعم بکاش (جو کہ رابطۂ عالم اسلامی کے اسلامک سینٹر برسلز کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں) اور راقم الحروف نے شرکت کی۔

کانفرنس کے آخری روز کے پہلے سیشن میں عراق کے صدر صدام حسین شریک ہوئے اور انہوں نے ایک گھنٹے تک تقریر کی ان کی تقریر دھیمے لہجے میں ہونے کے باوجود پرجوش تھی جس میں اسلامی دنیا کے اتحاد اور جہاد کی دعوت دی گئی۔ صدر صدام نے واضح طور پر اعلان کیا کہ عراق کے وہ قوانین جو اسلامی قوانین سے متصادم ہوں گے انہیں کالعدم قرار دے دیا جائیگا انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہم اسرائیل اور اس کے حامیوں کے سامنے جھکیں گے نہیں کیونکہ ہم حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت ہیں۔ اور اللہ کی جماعت کسی سے ڈرا نہیں کرتی کیونکہ اسے اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

صدر صدام حسین کی تقریر نے کانفرنس ہال میں عجیب جوش و خروش پیدا کر دیا بعض علماء کرام وفود جذبات میں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے باآواز بلند کہا جناب صدر! آپ اسلام کے دشمن ممالک کے خلاف ہر ممکنہ اقدامات کیجیئے۔ پوری اسلامی دنیا آپ کے ساتھ ہے۔ علماء کرام محراب و منبر سے آپ کی حمایت میں آواز بلند کریں گے! آپ آج کے سلطان صلاح الدین ایوبی ہیں خدا کرے کہ آپ کی معرفت اسلامی دنیا کا کھویا ہوا وقار واپس مل جائے۔ صدر صدام کی تقریر کی وجہ سے شام کے اختتامی اجلاس میں جوش و جذبے کا رنگ غالب تھا۔ کانفرنس کی قراردادوں میں فلسطین اور بیت المقدس کی آزادی کے لئے جہاد کی اہمیت پر زور دیا گیا اور یہودیوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ اپنی مذموم سرگرمیوں سے باز آجائیں ورنہ عالم اسلام متحد ہو کر صیہونیت کے عزائم کو خاک میں ملا دے گی۔ ایک قرارداد میں یہ بھی طے کیا گیا کہ امریکی صدر اور برطانوی وزیراعظم کو کانفرنس کے شرکاء ٹیلیگرام روانہ کریں گے جس میں عراق کو دی جانے والی دھمکیوں کی مذمت کی جائیگی۔ کانفرنس اس عزم صمیم کے ساتھ ختم ہوئی کہ امت اسلامیہ کے علماء اور مشائخ عراق کے ساتھ تعاون اور یکجہتی کے لئے اپنے اپنے متعلقہ ممالک میں رائے عامہ کو بیدار کریں گے۔

کانفرنس کے دنوں میں مختلف اوقات میں جب بھی موقع ملتا تھا مختلف مزارات پر حاضری کی سعادت حاصل کر لیتا تھا۔ کانفرنس کی پہلی شام کو مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علمائے کرام کی معیت میں دربار غوثیہ میں ایک دفعہ پھر حاضری دی نماز مغرب دربار سے متصل مسجد میں ادا کی۔ یہاں سے اعظمیہ پہنچے۔ جامع مسجد امام اعظم میں عشاء کی نماز پڑھی اور امام الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رحمت اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہاں پر مولانا نورانی نے بتایا کہ امام شافعی" فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی امام اعظم کی مزار پر حاضری دیتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ کر جو بھی دعا کرتا ہوں قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ مزار ابوحنیفہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ مولانا نورانی اور ان کے دیگر ساتھیوں سمیت میں نے یہاں نفل پڑھے اور دعا مانگی (معلوم ہوا کہ گذشتہ کانفرنس کے موقع پر مزار پر حاضری کے لئے دیوبند کے مفتی اسعد مدنی اور بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد بھی آئے تھے)

اگلے روز میں اپنے شرکائے سفر کے ہمراہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ یہیں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو جلیل المرتبت صحابہ کرام حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں۔ ان کے مقدس جسموں کو تقریباً ساٹھ سال قبل پہلی جگہ سے یہاں منتقل کیا گیا تھا کیونکہ ان کی سابقہ قبروں میں پانی آ رہا تھا چودہ صدیوں بعد بھی ان کے جسم اصل حالت میں محفوظ تھے۔ بلکہ کفن کو بھی خراش تک نہیں آئی تھی اور لاکھوں آدمیوں نے اس کا دیدار کیا تھا کانفرنس کے آخری دن ہم حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابو یوسف کے مزارات پر حاضر ہوئے جو قریب قریب ہیں۔ الغرض عراق اسلامی تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ اسلام کی عظیم شخصیات کے مدفن ہونے کی وجہ سے عظیم اہمیت کا حامل ہے۔ اور قابل صد تحسین ہے عراق کی وزارت مذہبی امور جو ان مقدس مقامات کی تزئین و حفاظت کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں پوری طرح سرگرم عمل ہے

(باقی آئندہ)

حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کے قریب واقع چشمہ کا پانی پینے سے دیرینہ بیماریاں جاتی رہتی ہیں

قیام : آپ نے مولانا مودودی کی وفات کے بعد ان کے سیاسی و مذہبی نظریات اور پیغام کو پھیلانے کے لئے میدانِ سیاست کا رخ کیوں نہیں کیا ؟

فاروق مودودی : سیدھی سی بات ہے کہ مولانا نے ہمیں اسطرف لگایا ہی نہیں اور نہ ہم از خود اس طرف آئے ویسے بھی مولانا صاحب جماعت اسلامی کے کام کو ایک مشن اور خدائی کام سمجھتے تھے جسطرح اب جماعت اسلامی کو دوکانداری کے حوالے سے چلایا جا رہا ہے والد بزرگوار نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا کیونکہ اگر وہ کاروباری نقطۂ نگاہ سے سوچتے تو ہمیں ضرور کہتے کہ یہ کام سنبھال لو لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا ۔

قیام : مولانا صاحب کے بعد جماعت اسلامی کی امارت آپ بھائیوں کے حصے میں کیوں نہ آئی ؟

فاروق مودودی : میں نے عرض کیا کہ نہ تو ہم خود اس طرف آئے اور نہ ہی ہمیں اس جانب لایا گیا اب اگر ہم ایسا کریں گے تو جماعت ٹوٹنے کا خطرہ ہے ۔

قیام : مگر آپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ جماعت اب نظریاتی اور اصولوں کے حوالے سے ختم ہو چکی ہے پھر اس کا ٹوٹنا نہ ٹوٹنا کیا حیثیت رکھتا ہے ؟

فاروق مودودی : آپکی یہ بات بجا ہے مگر قصور جماعت اسلامی کے چوہدری بننے والوں کا ہے کارکنان بے چارے بے قصور ہیں اگر ہم نے ایسا کوئی قدم اٹھایا تو ان میں بد دلی پھیل جائے گی اور پھر کسی چیز کو بنانے میں وقت لگتا ہے جبکہ بگاڑنے میں وقت در کار نہیں ہوتا ہم چاہتے ہیں کہ جماعت کی اصلاح کی جائے جو ابھی تک نہیں ہو پائی مگر ہم ان لوگوں کی اصلاح کرتے رہیں گے ۔

قیام : مولانا کے دور کی جماعت اسلامی اور آج کی جماعتِ اسلامی میں کیا فرق ہے ؟

فاروق مودودی : مولانا مودودی کے دور کی جماعت اسلامی اصولوں مشن اور نظریات کی جماعت اسلامی تھی آج کے دور کی جماعت اسلامی صاحبِ ثروت یعنی دنیاوی حیثیت رکھنے والوں کی جماعت اسلامی ہے ، پہلے اسکی سنی جاتی تھی ، جو اصولوں اور تقویٰ پر قائم ہوتا ، آج ان لوگوں کی شنوائی ہوتی ہے جن کا اسٹیٹس اور حوالہ لمبا چوڑا ہو۔ اب جماعت اسلامی میں تقویٰ یا اصول دیکھنے کی بجائے آپ کی جیب دیکھی جاتی ہے ۔

قیام : جماعت اسلامی اور آپ کے درمیان اختلافات کی خلیج کیسے وسیع ہوئی ؟

فاروق مودودی : دراصل یہ اختلافات ضیا دور مارشل لاء سے شروع ہوئے ہم یہ کہتے

آج کی جماعت اسلامی صاحب ثروت اور دنیاوی حیثیت رکھنے والوں کی جماعت ہے'

تھے کہ جماعت کے قائدین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جنرل ضیاء یا کسی دوسرے جنرل پر ایمان لے آئیں مگر میاں طفیل نے جھٹ سے جنرل ضیاء پر اپنا ایمان ظاہر کر دیا اور یوں ملوکیت کا سفر طویل تر ہوتا چلا گیا، ویسے بھی اگر ملوکیت حق پر ہوتی تو امام حسین رضؓ کو کیا ضرورت تھی کہ یزیدی لشکر کے سامنے اپنے اہلِ خانہ کو لاتے۔

ایک وقت وہ تھا جب جماعت اسلامی کے پاس مالی طور پر کچھ نہ تھا اور وہ سب کچھ تھی آج کبھی یہ لوگ جنرل ضیاء اور کبھی نواز شریف کے حاشیہ بردار بن جاتے ہیں اور پھر جماعت اسلامی کا اپنا کوئی مسلک نہیں پروفیسر غفور درگاہوں پر چادریں بھی چڑھاتے ہیں اور بیٹی کی شادی کی تصویر اخبارات کی زینت بھی بنی، جبکہ پروفیسر خورشید کی بیوی مینا بازار کا افتتاح کرتے ہوئے اخباروں میں چھپی دکھائی دیتی ہیں جماعت کا بانی تو گذر گیا اب جس قد کاٹھ کے یہ لوگ ہیں اسی کے مطابق جماعت کی کارگزاری لوگوں کے سامنے آ رہی ہے۔

درحقیقت مولانا مودودی کی وفات کے بعد ان کے صحیح جانشین مولانا امین اصلاحی کو جب سے جماعت والوں نے ایک سازش کے ذریعے نکالا ہے جماعت اسلامی اسی دن سے اپنی حیثیت کھو بیٹھی ہے۔

قیام: آپ لوگوں نے جماعت اسلامی سے یہ حق کیوں چھین لیا کہ وہ مولانا کی تصانیف کی اشاعت کی ذمہ داری نہ لے؟

جماعت اسلامی میں تقویٰ یا اصول کی بجائے جیب دیکھی جاتی ہے۔ یہ دنیاوی حیثیت دیکھنے والوں کی جماعت ہے!

فاروق مودودی: بھئی ہمیں تو وہ پہلے ہی مولانا کی کتب کی "رائلٹی" نہیں دے رہے تھے، ساری "رائلٹی" جماعت اسلامی والے ہضم کر گئے اب مزید کس بات کی گنجائش ہے، ویسے بھی ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم مولانا کی تصانیف کو شائع کروانے کا اہتمام از خود کریں۔

قیام: سینیٹ میں پاس ہونے والے شریعت بل کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ایک تو یہ متفقہ بل نہیں ہے دوسرے اس میں خواتین کو دوسرے درجہ کا شہری قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے؟

فاروق مودودی: شریعت بل پیش کرنے والے وہ عناصر ہیں جو کہ اپنے سود معاف کروانا چاہتے ہیں یہ لوگ اپنے جسموں پر تو شریعت نافذ کر نہیں سکتے بل کس منہ سے پیش کر رہے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے شریعت کے نفاذ کی باتیں کیسے کر رہے ہیں اور پھر یہ لوگ بینظیر صاحبہ کی ٹانگ کھینچنی چاہتے ہیں تاکہ شریعت بل کے نام پر تمام تر اختیارات صرف چند افراد یا اداروں کو دے دیئے جائیں جن کے سیاہ و سفید کے مالک وہی ہوں تاکہ پارلیمنٹ HELPLESS ہو جائے اور یہ اپنے عزائم کی تکمیل بآسانی کر سکیں۔

قیام: مولانا مودودی کو گھر میں دفن کرنے کی کوئی خاص وجہ تھی؟

فاروق مودودی: جی ہاں اس میں ہمارے ہاں کچھ اختلاف پایا جاتا تھا ہمارا موقف یہ تھا کہ اللہ کے فقیروں کو عام قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے مردے بھی ان کی برکت کے باعث شفاعت حاصل کر سکیں اور پھر ہر بندہ جب اپنے اپنے گھروں میں مردوں کو دفنانے کی باتیں کرنے لگے تو قبرستان کا کیا بنے گا اور پھر منصورہ میں ہم اسلئے بھی دفن نہیں کرنا چاہتے تھے کہ وہ لوگ صرف مولانا ہی کو دفنانا چاہتے تھے جبکہ ہم نے انہیں یہ کہا تھا کہ دوسرے لوگوں کو بھی وہاں جگہ دی جائے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

قیام: عورت کی حکمرانی کے بارے میں بڑی لے دے ہو رہی ہے اور اسے فتووں کے ذریعے غیر شرعی قرار دیا جا رہا ہے؟

فاروق مودودی: عورت کی سربراہی کا اسلام سے کیا تعلق ہے اس کی اسلام اور قرآن میں کوئی ممانعت نہیں اس کی حکمرانی کے حق میں ملکہ صبا کا واقعہ بہت مشہور ہے حدیث میں بھی کوئی ایسی بات نہیں صرف دو حدیثیں ہیں وہ بھی ضعیف ہیں اور وہ ترمذی اور بخاری شریف میں موجود ہیں اور اس میں بھی راوی حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ ہے حضرت علی رضؓ نے بھی کہیں نہیں فرمایا اور پھر بیگم بھوپال کی حکمرانی کے حق میں مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی محمود اور مفتی شفیع کا فتویٰ کہاں جائے گا اور پھر ہمارا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے کہ ہماری سربراہِ حکومت ایک عورت ہے اور پھر جس چیز کی شرعی طور پر پابندی نہیں ہے ہم اس چیز کی مخالفت کیوں کریں اور یہ بات بھی حقیقت ہے کہ جب مولوی قوم کی رہنمائی نہیں کر سکے تو لوگوں نے ایک خاتون کو رہنما منتخب کر لیا۔

قیام: جماعت اسلامی کا مؤقف ہے کہ تحریک پاکستان میں اس کا اہم کردار ہے آپ کیا کہیں گے؟

فاروق مودودی: یہ لوگ بہت بد معاملہ ہیں اس وقت جب تحریک پاکستان چل رہی تھی جماعت

قاضی حسین احمد سنگل ٹریک آدمی ہیں، جس طرف لگا دیا جائے لگ جاتے ہیں!

پروفیسر غفور کی بیٹی کی شادی کی تصویر اخبارات کی زینت بنی

اسلم بیگ، جناح کے بعد قوم کے دوسرے رہنما ہیں جنہوں نے پکا پکایا پھل جھولی سے اٹھا کر عوام کے نمائندوں کو دے دیا!

اسلامی کی کوئی شناخت نہ تھی اور پھر مولانا مودودی نے تو قیام پاکستان کی اور قائداعظم کی مخالفت کی تھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ پاکستان بننے سے برصغیر پاک و ہند کے مسائل کا حل نہیں اور پھر یہ مخالفت کوئی کفر تو نہ تھی یہ مولانا کا حق تھا آج اگر ڈیم بننے پر مخالفتیں کی جا رہی ہیں تو اس وقت ایسا کیوں نہیں ہو سکتا تھا قائداعظم کے جسم پر اسلام نام کی کوئی شے دکھائی نہ دیتی تھی وہ کیونکر اسلامی ریاست کا خواب دیکھتے لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ پاکستان بننے میں مولانا مودودی یا جماعت اسلامی نے کوئی کام کیا ہو یا ان کی منشاء شامل رہی ہو۔

قیام : کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ جماعت اسلامی کے تنظیمی معاملات کو چلانے کے لئے فنڈز کہاں سے آتے ہیں؟

فاروق مودودی : بات یہ ہے کہ یہ "من و سلویٰ" ہے اور اب آپ یہ مت پوچھئے کہ یہ کہاں سے آ رہا ہے بس یہ کہیں سے لگا ہوا ہے اور کام چل رہا ہے۔

قیام : حزب اختلاف یہ کہہ رہی ہے کہ صدر پاکستان موجودہ حالت میں دوہری چال چل رہے ہیں؟

فاروق مودودی : وہ صدر ہیں اور آئین کے مطابق ان کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کہی جا سکتی البتہ میں "قیام" کے حوالے سے صرف صدر سے اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کونسا وظیفہ پڑھتے ہیں کہ ہر دفعہ ان کا ستارہ اوپر سے اوپر رہتا ہے اس بات کا راز اگر وہ بتا سکیں تو ضرور بتائیں۔

قیام : جماعت اسلامی کے موجودہ امیر قاضی حسین احمد کی شخصیت کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

فاروق مودودی : قاضی صاحب جذباتی آدمی ہیں وہ کبھی جہاد افغانستان میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کبھی کشمیر کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ تاریخ اور حالات سے باخبر نہیں ہوتے۔ قاضی صاحب SINGAL TRACK آدمی ہیں انہیں جس طرف لگا دیا جائے وہ لگ جاتے ہیں۔

قیام : موجودہ افراتفری سرمایہ دارانہ، جاگیردارانہ نظام اور دوسری لعنتیں کیونکر ختم ہو سکتی ہیں؟

فاروق مودودی : اس کا صرف ایک ہی حل ہے وہ یہ کہ اس ملک کے حکمران فقیری اختیار کر لیں سادگی کو اپنائیں اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر تمام معاملات خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔

قیام : HORSE TRADING اور کرپشن کی موجودگی میں موجودہ جمہوری دور کا کیا مستقبل کیا ہے؟

فاروق مودودی : ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت چلنی چاہیئے اللہ کرے بینظیر صاحبہ اس عمل کو چلاتی رہیں ہمارے خیال میں بد سے بدتر جمہوریت بھی بہتر سے بہتر آمریت سے افضل ہے دو چار مرتبہ انتخاب ہو جائیں تو یہ نظام اپنے اصلی روپ میں آ جائے گا۔

قیام : کہا جاتا ہے کہ جنرل ضیاء الحق کو امریکہ کے ایماء پر مرزا اسلم بیگ کے ذریعے ہلاک کروایا گیا؟

فاروق مودودی : جو کچھ بھی ہوا ہم ایسی طاقت

جماعت اسلامی والے کبھی جنرل ضیاء اور کبھی نواز شریف کے حاشیہ بردار بن جاتے ہیں!

کے شکر گزار ہیں جس نے اس فرعون صفت جلاد کو قوم کے سروں سے اتارا اور ایک بھیانک باب اختتام کو پہنچا اور پھر اسلم بیگ جناح کے بعد قوم کے دوسرے رہنما ہیں جنہوں نے پکا پکایا پھل جھولی سے اٹھا کر عوامی نمائندوں کو دے دیا۔ تاریخ پاکستان میں ایسا عظیم الشان کردار صرف اسلم بیگ کا ہی ہے اور ہم نے تو یہاں تک سنا ہے کہ جب بےنظیر صاحبہ برسر اقتدار آ گئیں تو مرزا اسلم بیگ نے اپنا استعفیٰ ان کو پیش کر دیا کہ آپ کو وزیراعظم ہونے کے ناطے اپنا C.N.C نامزد کرنے کا اختیار حاصل ہے مگر وزیراعظم صاحبہ نے ان کا استعفیٰ منظور نہ کیا۔

قیام : ملک میں مختلف مذہبی جماعتوں خصوصاً جماعت اسلامی کی طرف سے نفاذ اسلام کی باتیں ہو رہی ہیں؟

فاروق مودودی : ہم نے ابھی تک اسلامی عقائد کے لئے HOME WORK ہی نہیں کیا اور پھر جیسا اسلام جماعت اسلامی والے لانا چاہتے ہیں اس سے تو بہتر ہے کہ آدمی غیر مسلم ہی رہے، اگر میں نے اپنے والد بزرگوار کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو نہ پڑھا ہوتا تو جماعت والوں کا اسلام دیکھ کر کب کا غیر مسلم ہو گیا ہوتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں منافقت پر مبنی رویوں اور "منصورہ برانڈ اسلام" کی کوئی گنجائش نہیں لوگ اسے یکسر مسترد کر چکے ہیں۔

۱۴ اگست کو مزار قائد پر کیا گزری

ڈاکٹر جاوید اختر

خواہ مارشل لاء کا دور ہو یا ایمرجنسی یا جمہوریت یوم پاکستان تو ہر صورت میں منایا جاتا ہے قائداعظم محمد علی جناح اور شہید ملت لیاقت علی خان کی زندگی میں بھی یہ دن اسی جذبہ سے منایا جاتا تھا اور ان کے انتقال کے بعد بھی پاکستانی قوم یوم آزادی زور شور سے مناتی ہے۔

۱۴ اگست کے دن لاہور میں مینار پاکستان اور کراچی میں مزار قائد سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بن جاتے ہیں۔ ہر سال ۱۴ اگست کے موقع پر سرکاری اور نجی تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے اور پاکستانی قوم اور حکمران ۱۴ اگست کو صرف پروگرام کر کے اور مزار قائد پر حاضری دیکر قائداعظم کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جیسے صرف قائداعظم اور ان کے رفقاء کا پاکستان بنانے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہی تھا کہ ۱۴ اگست کو پاکستان میں لوگ میرے مزار پر آئیں اور حاضری دیں اور واپس چلے جائیں۔

افسوس کہ پاکستان کے حکمران قائداعظم کے ان تمام مقاصد کو فراموش کر چکے ہیں جس کے لیے یہ ملک بنایا گیا تھا۔ قائداعظم نے پاکستان بناتے وقت قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ مسلمانوں کا قلعہ ہوگا جس میں اسلامی اصولوں کیمطابق اسلامی قانون نافذ ہوگا۔ ساتھ ساتھ قائداعظم نے پاکستان بنانے کا یہ مقصد بھی ظاہر کیا تھا کہ چونکہ ہندو اور مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں اس لیے دو قومی نظریہ کے تحت ہم ایک الگ وطن حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا علیحدہ علیحدہ وطن ہو جس میں وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کر سکیں۔ قائداعظم نے پنجابی، سندھی، پٹھان و بلوچ وغیرہ کے نام پر ایک علیحدہ ملک حاصل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے صرف اور صرف مسلمانوں کے لیے ایک مسلم قوم کی حیثیت سے علیحدہ وطن حاصل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

لیکن قائداعظم کی وفات اور لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد پاکستانی قوم کے نام نہاد رہبروں نے پاکستانی قوم کو قائد کے اصولوں سے ہٹا کر اپنے مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا وہ لوگ جو پاکستان کے بننے کے مخالف تھے جنہوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی پاکستان کے اقتدار پر قابض ہو گئے اور قوم کو مختلف قومیتوں میں تقسیم کر دیا۔

اکثر ۱۴ اگست کو مزار قائد پر جانے کا موقع ملتا ہے لیکن اس دفعہ مزار قائد کا احاطہ ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔ مزار کے چاروں طرف عوام کا ایک جم غفیر تھا جن کے ہاتھوں میں پاکستان کے پرچم کم اور اپنی پارٹیوں کے پرچم زیادہ نظر آ رہے تھے اور قائداعظم کا وہ مسلم اور ہندو قومیت کا دو قومی نظریہ دم توڑتا نظر آ رہا تھا لوگ قائداعظم کے مزار کے اندر لسانی تنظیموں کے جھنڈے اور اسلام دشمن، لسانیت پرست لیڈروں کی تصویریں اٹھا کر جیئے جیئے کے نعرے لگا رہے تھے کوئی جیئے مہاجر، جیئے پنجابی، جیئے سندھ، جیئے پختون اور کوئی کسی کے جینے کے نعرے لگا رہا تھا تو کوئی کسی کے۔ لیکن جیئے پاکستان اور جیئے اسلام کا نعرہ لگانے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔

ایک نوجوانوں کا گروپ جن کے ہاتھوں میں پاکستان اور سیدی یا رسول اللہ کے مونوگرام والے پرچم تھے وہ جیئے پاکستان اور جیئے اسلام کا نعرہ لگا رہے تھے مگر لسانیت پرستوں کے نعروں کی گونج میں ان کی آواز دبی دبی نظر آ رہی تھی۔

قائداعظم کے مزار کے اندر اور دروازوں پر فوج کے جوانوں کی موجودگی میں لسانی تنظیموں کے جھنڈے لہرائے جا رہے تھے کچھ نوجوان اپنے لسانی قائدین کی تصویریں بھی مزار کے اندر لٹکائے ہوئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے صورتحال اس قدر خراب ہو گئی کہ مختلف ذہن رکھنے والے نوجوانوں کے درمیان نعرہ بازی کا مقابلہ شروع ہو گیا اور نوبت ہاتھاپائی تک پہنچ گئی خصوصاً جب پیپلز پارٹی کا جلوس مزار پر پہنچا ایم کیو ایم پہلے سے موجود تھی تو ہماری پولیس بہادر نے بھی اس موقع پر اپنا کردار پورا کیا جو وہ ہمیشہ کرتی ہے چند افراد کی نعرہ بازی کو بنیاد بنا کر عوام پر لاٹھی چارج شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مزار قائد میدان کارزار کا نقشہ پیش کر رہا تھا مزار کا تقدس پامال کیا جا چکا تھا، عورتیں بچے اور بوڑھے اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے پولیس کی لاٹھیوں اور گولیوں سے کئی افراد زخمی ہوئے، مائیں اپنے بچوں کو ڈھونڈ رہی تھیں اور پاکستان کا پرچم لوگوں کے ہاتھوں سے گر رہا تھا، اس کی توہین ہو رہی تھی تقریباً ایک گھنٹہ یہ کارروائی جاری رہی اس تمام کارروائی کے باوجود پولیس اور انتظامیہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مزار پر مختلف لسانی تنظیموں کیطرف سے لگائے جانے والے جھنڈے اتارے جو کہ ان کی موجودگی میں لگائے گئے تھے۔

انتظامیہ مجبور تھی کیونکہ جب وہ لوگ اقتدار میں ہوں جو آج تک لسانی تنظیموں کی سرپرستی کرتے رہے ہوں اور سندھ کا گورنر وہ آدمی ہو جس نے "سن" میں جا کر سندھ نیشنل الائنس کے اجلاس میں شرکت کر کے علیحدگی پسندوں اور عصبیت پرستوں کی سرپرستی کی ہو اور کنفیڈریشن کا نعرہ لگانے والے سندھ کے وزیر ہوں تو پاکستان کی بجائے عصبیت پرست اور قوم پرست تنظیموں کے جھنڈے ہی قائداعظم کے مزار کی زینت بنیں گے اور پاکستان زندہ باد کی بجائے قومیت زندہ باد کے نعرے ہی سنائی دیں گے۔

یہ لوگ قوم کو دھوکہ دینے کیلئے مزار قائد پر آ کر آنسو ضرور بہائیں گے مگر ان کے ہاتھوں میں پاکستان کے پرچموں کے بجائے قومیتوں کے جھنڈے ہی ہوں گے۔

نگاہیں جو وہیں ہیں قریب کی خبر نہیں

[illegible] نے اپنے مضمون بعنوان "کراچی میں غیر ملکیوں کی یلغار" میں جو اعداد و شمار پیش کیا تھا، ابتداء ہی میں کوشش کی ہے کہ مسلمانان بنگال کی حصول پاکستان کی قربانی کو فراموش کر دیا جائے پھر موصوف نے یہ کہکر حیرت میں ڈال دیا کہ مشرقی پاکستان میں ہندوؤں کا مکمل کنٹرول تھا تو اسکے جواب میں یہی ہوگا کہ مرکزی حکومت تو مغربی بازو میں تھی اور مشرقی بازو کو ۲۴ سال تک کنٹرول کرنے کا سہرا بھی مغربی پاکستان کو جاتا ہے جس میں پاکستانی خفیہ ایجنسی، فوج، پولیس شامل تھی پھر اسکا سد باب کیوں نہیں کیا گیا اسکے ذمہ دار کون تھے

آگے چل کر موصوف لکھتے ہیں کہ اس شہر میں بنگالی زور و شور سے ہے اور پاکستان بھر کے عوام اسی شہر کا رخ کرتے ہیں اور کراچی کے مستقل رہائش رکھنے والے بھی بیروزگاری سے دوچار ہیں چونکہ آبادی کا دباؤ بہت ہے اور روزگار کے مواقع بہت کم، صنعت تباہ حال ہے مسلمانان بنگال تمام پبلک اداروں پر قابض ہیں اور ان کی بستیاں قائم ہیں اور ان بستیوں میں جرائم پیشہ افراد کی بھرمار ہے اور لسانی و نسلی فسادات کا بھی تذکرہ کیا۔

اس کے جواب میں میں بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا کراچی شہر میں حقیقی بیروزگاری نہیں ہے انکی بات کو دراصل حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش ہی کہہ سکتا ہوں چونکہ تمام انڈسٹریز میں خواہ نئی کراچی ہو لانڈھی، کورنگی، شیر شاہ ہو ہر جگہ سب سے زیادہ تناسب پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والوں پر مشتمل ہے یعنی (۱) پنجاب (۲) سرحد (۳) کشمیر (۴) گلگت (۵) سندھ (۶) بنگالی، اردو بولنے والے مقامی لوگ معاشرے کے کسی بھی طبقے کو لے لیں قلیل تعداد ہی ہوگی جو جرائم پیشہ اور دولت مند ہوں گے جبکہ غریب اور حلال کمانے والوں کی تعداد ہمیشہ اکثریت میں رہی ہے

لہٰذا کہنا کہ مسلمانان بنگال ہم کراچی والوں پر اور ہمیشہ تمام تر بوجھ بنے ہیں حقائق سے دوری کے مترادف ہیں، فرقہ وارانہ لسانیت کا جہاں تک تعلق ہے کیا یہ مسلمانان پاکستان اس سے متاثر ہیں .... نہیں!

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ کراچی میں بھائی کو بھائی سے لڑوایا جا رہا ہے آپس میں قتل ہو رہا ہے قتل کی نوبت آپہنچی ہے اور مضمون نگار ایک دوسرے کو

تحریر: عبدالقاسم

لڑایا جا رہا ہے اور مسلمانان بنگال ان کی کیفیت کو پرکھ رہے ہیں اس سلسلے میں جاوید صاحب خود ہی اعتراف کر رہے ہیں کہ لسانی فسادات کی وجہ سے صنعت و حرفت تباہ حال ہے ایسی صورت حال میں اگر مسلمانان بنگال اپنی معیشت کو تباہ ہونے سے بچا رہے ہیں اور صنعت و حرفت کو زنگ آلود ہونے سے روک کر رواں دواں رکھ رہے ہیں اور پاکستان کے زرمبادلہ کو ضائع ہونے سے روک دیا ہے اور قومی معیشت، قابل اقتصادیات کے خلاف اور دہشت لسانی افراتفری والوں کے برعکس ہو کر دہشت گرد ملاں کی ان کا درس دیا ہے، پر امن بقائے باہمی کا سلیقہ سکھا رہا ہے جبکہ عوام جد و جہد کا بوجھ

> شریعت محمدی کا تقاضہ ہے
> کہ کوئی مسلمان یہاں آکر
> مستقل رہائش پذیر
> ہو جائے تو یہ ملک اس
> کا مذہبی ملک ہوگا؟

پڑے گا جس سے بحیثیت قوم آپ بھی ہیں یہ بوجھ بنا کر رہا ہے تو پھر پاکستان کا ہی اس کی حیثیت قائم کر رہا ہے جو موجودہ دور کے لیے اللہ تعالیٰ کا خیال کرنا چاہیئے۔

جاوید صاحب نے لکھا کہ مسلمانان بنگال مقیم پاکستان کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اگر ایسا غیر قانونی طور پر ہو رہا ہے تو یقیناً قانونی جرم ہے مگر مذہبی عقیدہ مسلمان ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے کہ ایک مسلم دوسرے مسلم کے کام آئے جو کہ احسن بھی ہوگا۔

آگے چل کر میرے دوست بہت ہی دور تک چلے گئے لکھتے ہیں کہ مکتی باہنی والے بنگالی غیر قانونی طور پر سرحد عبور کرکے آئے ہیں ان میں کئی "را" کے ایجنٹ تو نہیں ہیں جس کا نتیجہ حالیہ لسانی و علاقائی فسادات ہیں اسکے جواب میں میری درخواست ہے کہ صرف مسلم بنگالی پر شک کرنا سراسر زیادتی ہوگی۔

چونکہ پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد کئی مرتبہ بھارتی جاسوس گرفتار ہوتے رہے ہیں جن کے بارے میں ذرائع ابلاغ بھی گواہ ہیں اس سلسلے میں میرے ذہن میں ایک خاکہ ہے جو ہو سکتا ہے وہ کسی حد تک درست بھی ہو یعنی پاکستان، بھارت اور افغانستان کے کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جن کی زبانیں مشترک ہیں یعنی پنجابی زبان، سندھی زبان، اردو زبان، گجراتی زبان اور پشتو وغیرہ لہٰذا ایسی زبان پر دسترس رکھنے والے دشمن ممالک کے لوگ ہی گھل مل کر خاطر خواہ عزائم پورے کر سکتے ہیں بہ نسبت بنگالیوں کے چونکہ کسی بھی زبان کی ادائیگی میں ان کا لہجہ گرفت میں آ جاتا ہے لہٰذا ممکن ہے کہ کوسوں دور کا خیال ہے۔

موصوف نے غیر ملکی فلموں کی وی سی آر پر دکھائے جانے کا کریڈٹ بھی محمود رکھا۔ موصوف کو دعوت

بقیہ صفحہ

مملکت کو سبز انقلاب کی ضرورت ہے

۱۹۸۵ء سے لے کر ۱۹۹۰ء تک کے کم و بیش ساڑھے چار سال کے عرصے میں ہمارے ہاں پانچ حکومتیں بدل چکی ہیں لیکن حالات جوں کے توں ہیں عوام کے معیار زندگی میں کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ ہر آنے والی حکومت احتساب کے بلند و بانگ دعوے کرتی ہے عوام کو ان دعووں میں الجھا کر خود نااہل احتساب معاملات میں الجھ جاتی ہے آگے بڑھنے سے پہلے ہم ان پانچ حکومتوں کا ذکر کر دیں جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں۔

۱۹۸۵ء میں غیر جماعتی بنیادوں پر کرائے گئے الیکشن کے نتیجے میں محمد خان جونیجو برسر اقتدار آئے۔ محمد خان جونیجو چونکہ جنرل ضیاء کے احسانات کے زیر بار تھے اسی لئے انہیں اولین فرصت میں صدارتی احکامات اور آرڈیننسوں کو آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت تحفظ دینا پڑا۔ آٹھویں آئینی ترمیم سے صدر مملکت کو خصوصی اختیارات تفویض کئے گئے جو جونیجو حکومت کے زوال کا سبب بنے اور صدر ضیاء نے جونیجو حکومت پر بدعنوانیوں اور امن و امان کا الزامات عائد کر کے اسے معزول کر دیا۔ جونیجو حکومت کی معزولی کے بعد صدر ضیاء نے ایک عبوری کابینہ تشکیل دی جس کے وہ خود سربراہ تھے ساتھ ہی انہوں نے الیکشن شیڈول کا اعلان بھی کر دیا۔ انہوں نے اقتدار ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو سنبھالا تھا لیکن بدقسمتی سے ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو وہ ایک ہوائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔

سینٹ کے چیئرمین غلام اسحٰق خان قائم مقام صدر بن گئے۔ انہوں نے الیکشن شیڈول کو برقرار رکھا تاہم انہوں نے الیکشن کو جماعتی بنیادوں پر کرانے کا اعلان کیا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء میں عام انتخابات کے نتیجے میں بےنظیر حکومت برسر اقتدار آئی۔ کاش یہ اپنے نام کی طرح بےنظیر ہوتیں لیکن عوام کو مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور نتیجے کے طور پر پانچ سال کے قلیل عرصے میں یہ دوسری حکومت آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت حاصل خصوصی اختیارات کے تحت صدر مملکت کے ہاتھوں معزول کر دی گئی۔

اس حکومت پر بھی بدعنوانیوں، اقربا پروری، امن و امان کے قیام میں ناکامی اور آئین سے تجاوز کرنے جیسے سنگین الزامات عائد کئے گئے۔ ان الزامات کی صحت سے انکار تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بہرحال جس طرح طلاق دینا جائز مگر ناپسندیدہ فعل ہے بالکل اسی طرح حکومت کو اس طرح معزول کرنا بھی آئینی اختیارات کے باوجود ناپسندیدہ فعل ہے۔ جبکہ ان اختیارات کے ذریعے من پسند افراد کو اقتدار کے سنگھاسن پر بٹھا دیا گیا ہو۔

یہ عمل قابل گرفت نہ ہوتا اگر غیر جانبدار افراد پر مشتمل عبوری کابینہ تشکیل دی جاتی یا پھر تمام سیاسی جماعتوں کی

محمد سلیم قادری

ایک قومی حکومت تشکیل دی جاتی۔ مسٹر جتوئی کو وزیر اعظم بنانا صدر مملکت کی جانبداری کا ثبوت مہیا کرتا ہے بہتر تو یہ تھا کہ مسٹر جتوئی چور دروازے سے وزیر اعظم کے منصب تک پہنچنے کی بجائے جمہوری طریقوں سے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرتے جوڑ توڑ کی سیاست کرنے والوں کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اتنے اہم منصب پر فائز ہوں جو شخص اپنا گھر سے منتخب نہ کیا جا سکا ہو اور جا کے کی سیٹ پر کامیاب ہوا ہو وہ کیسے وزیر اعظم بننے کا اہل ہو سکتا ہے۔ صدر مملکت نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے اور مصلحت پسندی کا شکار ہو کر ایک فیصلہ کیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں عوامی مفادات سے بڑھ کر مصلحت پسندی کے تحت ہی زیادہ تر اقدامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔ یہ مصلحتیں سیاسی بھی ہوتی ہیں اور بین الاقوامی بھی۔ نہ جانے کب پاکستان کو ایسے مخلص حکمراں نصیب ہوں گے جو اپنے اقتدار سے زیادہ عوام کے مفادات اور ملک کی سلامتی کو ترجیح دیں۔

ایسی خوبیاں اسی شخص میں جمع ہو سکتی ہیں جو کسی ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو جس کی بنیاد خالص اسلامی نظریہ پر رکھی گئی ہو۔ کوئی بھی نظریہ افراد کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ سسٹم کی مخالفت کرتا ہے۔ نظریہ افراد کے مختلف گروہوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے اور انہیں متحد کرتا ہے۔ جب افراد کسی نظریہ پر متفق اور متحد ہو جاتے ہیں تو نظریہ کو عملی جامہ پہنا کر سسٹم کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ جو جماعت خالص نظریاتی ہوتی ہے اس جماعت کے افراد کی سوچ اور فکر بھی ایک جیسی ہوتی ہے چنانچہ کسی بھی قسم کے معاملے پر اختلاف برائے نام اور تعمیری ہوتا ہے اسے بھی جمہوری اصولوں کے مطابق طے کر لیا جاتا ہے۔ ایسی ہی جماعتیں انقلاب کی راہ ہموار کرتی ہیں۔

پاکستان میں اگرچہ کئی جماعتیں نظریاتی ہیں لیکن نظریات سے وہ والہانہ عشق نظر نہیں آتا جو انقلاب کی روح ہوتا ہے۔ نظریاتی جماعت کے ارکان اور رہنما بھی اگر نظریات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دیں تو پھر جماعت کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

یہاں پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے نظریات اور پروگرام پر بحث ہمارا مقصود نہیں ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو پاکستان کی سیاست میں یہ اہمیت حاصل ہے کہ

ہونے کے دوسرے فرق نفاذ کا بھی سامنا ہونا پڑا۔ باوجود اس
کے کہ وہ انقلابی پروگرام لیکر آئی تھی اور اس کا بانی سربراہ
بھی ایک بھرپور سیاسی شخصیت اور قابل ذکر صلاحیتیں
رکھنے والی تھی لیکن عوامی پذیرائی کے باوجود پاکستان پیپلز
پارٹی کوئی انقلابی تبدیلیاں نہ لا سکی۔ نہ ہی معاشی، نہ ہی
سیاسی اور نہ ہی بین الاقوامی۔ اس کا ایک سبب تو تنظیم کی
کا فقدان ہو سکتا ہے لیکن دوسرا اہم سبب یہ ہے کہ
کوئی بھی انقلاب اپنی شناخت کھو کر نہیں بلکہ اپنی شناخت
منوا کر لایا جاتا ہے۔

ہٹلر بھی عظیم تر جرمنی کا نعرہ لیکر اٹھا تھا جس
نے جرمنی کا نقشہ ہی بدل دیا تھا۔ اٹلی کا مسولینی اپنی قوم کو
عظمت رفتہ کی بلندیوں پر لے جانا چاہتا تھا۔ ان کے نظریات
سے لاکھ اختلاف کئے جا سکتے ہوں لیکن وہ اپنی قوم کی عظمت کے
قائل تھے اپنی تہذیب اور ثقافت سے والہانہ عشق رکھتے
تھے۔ ایران میں آنے والے انقلاب کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا
ہے جو عوام کے مخصوص مزاج کے مطابق تھا۔ اور کامیاب رہا
لیکن اگر ہم ترکی کے مصطفیٰ کمال پاشا، مصر کے جمال ناصر اور ایران
کے رضا پہلوی کو دیکھیں۔ یہ بھی انقلاب کے دعویدار تھے۔
لیکن یورپ سے متاثر تھے یہ لوگ یورپ کی نقالی کو ہی ترقی
سمجھتے تھے۔ اسلام سے ہر قسم کا ناطہ توڑ لینا ان کے نزدیک
ترقی تھا۔ اسلام کی نشانیاں مٹا کر وہ ترقی یافتہ اقوام کی صفوں
میں داخل ہونا چاہتے تھے جس قوم نے بھی ترقی حاصل کی
ہے اس نے اپنی شناخت کو برقرار رکھ کر ترقی کی ہے اپنی شناخت
کھو کر نہیں کسی دوسری قوم کی تہذیب، ثقافت، زبان اور
بنیادی نظریات اگر قوم پر مسلط کر دیئے جائیں تو قوم ذہنی
طور پر پہلے ہی مرعوب ہو جائے گی تو وہ ترقی کیا کرے گی سوائے
ہر شے کی نقالی کے۔

پاکستان پیپلز پارٹی مرحوم بھٹو کی سربراہی میں ایک نظریہ
ایک پروگرام لے کر چلی تھی۔ عوامی نعرے عوام میں مقبولیت
حاصل کر گئے۔ روٹی، کپڑا اور مکان ہر شخص کی بنیادی
ضرورت ہے کون اس سے منہ موڑ سکتا ہے۔ لیکن اس
سے بھی اہم چیز اپنی شناخت ہوتی ہے قوم کے چند افراد
اگر اپنی شناخت کھو دیں تو کھو دیں لیکن اگر کوئی قوم
اپنی شناخت کھو دے تو ناکامیاں اس کے مقدر میں لکھ
دی جاتی ہیں۔ یہاں میں یہ وضاحت کر دوں کہ قوم
سے میری مراد مذہب کے حوالے سے ہے اور ہم ایک عالمگیر
مسلم قومیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے ہماری
شناخت اسلام ہے۔ اور جغرافیائی طور پر ہم پاکستانی
ہیں اس لحاظ سے ہماری شناخت ہمارا مخصوص رہن
سہن، بود و باش، زبان اور ثقافت وغیرہ ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کا مسٹر بھٹو کی قیادت میں
انقلابی پروگرام پاکستان کے عوام کے مخصوص معاشی، معاشرتی
اور مذہبی نظریات سے متصادم تھا۔ وہ اقتصادی طور پر
سوشلسٹ انقلاب لانا چاہتے تھے اور دوسری طرف معاشرے
کو اس مغربی رنگ میں رنگ دینا چاہتے تھے جہاں
تک سوشلسٹ اقتصادی پروگرام کا تعلق ہے آج خود
سوشلسٹ دنیا نے اسے مسترد کر دیا جس سے اس نظام
کے کھوکھلے پن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آج وہاں سرخ
ستاروں کو اتارا جا رہا ہے اور لینن کے مجسموں کو گرایا جا رہا ہے۔

جمہوریت اپنے اندر بہت سی خوبیاں رکھتی ہے اس
کا مقصد آزادی ہے۔ اظہار رائے کی آزادی، خیال کی آزادی
اور تحریر و تقریر کی آزادی لیکن جب یہ آزادی اخلاقیات
کی حدود کو پھلانگ جائے تو اسے مطلق آزادی کہتے
ہیں۔ مطلق آزادی حیوانات میں تو ہے لیکن کسی بھی
مہذب انسانی معاشرے میں مطلق آزادی کا تصور
ناممکن ہے۔

کوئی بھی انقلاب اپنی
شناخت کھو کر نہیں
بلکہ اپنی شناخت
منوا کر لایا جاتا ہے۔

اخلاقی پابندیوں سے آزاد جمہوریت پاکستانیوں کو قبول
نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بھٹو مرحوم کے خلاف مذہبی نعروں پر
ہی تحریک منظم ہوئی۔ اس تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے قبولیت عام حاصل کی جس سے اندازہ لگایا
جا سکتا ہے کہ پاکستان کے عوام کس قسم کا جمہوری انقلاب چاہتے ہیں

پاکستان کے عوام سبز انقلاب چاہتے ہیں وہی سبز انقلاب
جس نے مدینے کے گلی کوچوں کو گل و گلزار کر دیا تھا۔ وہی سبز
انقلاب جس کے سبز پرچم تلے لوگوں کو سکون و اطمینان حاصل
ہو، عدل اور مساوات فراہم ہو۔ لوگوں کے معاشی مسائل حل
ہوں مگر افسوس گیارہ سالہ دور میں اسلام کو شخصی اقتدار
برقرار رکھنے کے لئے اس بری طرح سے استعمال کیا گیا کہ
لوگوں کا ذہن نظام مصطفیٰ کے محاسن کے بارے میں الجھ کر
رہ گیا۔ اس دور میں پاکستان کی اساس مسلم جذبے کو تھپک
تھپک کر سلا دیا گیا۔

کراچی اور حیدرآباد پہلے بھی حزب اختلاف کے مرکز تھے
لیکن یہاں ایسی بے حسی اور لاتعلقی پہلے کبھی دیکھنے میں
نہیں آئی تھی جو آج ہے کراچی ہمیشہ سے قوم کی امیدوں کا مرکز
رہا ہے کیونکہ یہ ملک کا سب سے بڑا اور بین الاقوامی شہرت
یافتہ شہر ہے ملک کی تجارتی اور صنعتی ترقی کا انحصار اسی شہر پر ہے لیکن
آج کراچی اور حیدرآباد سسک سسک کر جی رہے ہیں۔
تنہائی کی آگ میں جل رہے ہیں ملک کے کسی حصے میں
کراچی اور حیدرآباد کے ہولناک واقعات پر سوگ احتجاج
نہیں کیا جاتا کہیں کوئی ہڑتال یہاں ہونے والے قتل عام
اور دہشت گردی کے خلاف نہیں ہوتی۔ ایسا محسوس ہوتا
ہے کہ کراچی اور حیدرآباد ملک سے الگ ہیں۔ کیا کراچی اور
حیدرآباد کے عوام پاکستانی نہیں ہیں؟ کیا پاکستانی حکومت
اور پاکستانی عوام کا ان سے کوئی تعلق نہیں؟ آخر کیا
وجہ ہے کہ کراچی اور حیدرآباد کے متعلق نہ صرف حکومت
بلکہ ملک کے عوام بھی بے حس ہو چکے ہیں۔

جی ہاں! اس سوال کا جواب ہے غلط نظریہ۔ یہ کراچی
اور حیدرآباد کے عوام کی منفی سوچ ہے وہ غلط نظریہ ہے جس
پر انہوں نے ایک تحریک چلائی اور تحریک کی بنیاد نفرت
پر قائم کی انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ نفرت کی یہ آندھی خود
انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور پورے پاکستان میں انہیں
تنہا کر دے گی ان کے گرد ایک ایسا حصار کھینچ دے گی اتنی بلند
دیواریں کھڑی کر دے گی کہ پھر نہ ان کی چیخیں کسی کو سنائی
دیں گی اور نہ ان کے واویلے پر کوئی ان کی مدد کو آئے گا
یہی وہ نفرت ہے جس نے ملک کے دیگر حصے کے لوگوں
کو ان کی طرف سے یکسر بیگانہ کر دیا ہے کون ان کی حمایت
میں آواز بلند کرے۔ وہ جن کے خلاف خود انہوں نے
محاذ قائم کیا۔ اپنے آپ کو مظلوم قرار دیکر دوسروں پر ظلم
کرنا شیوہ مردانگی نہیں ہے۔ پر تشدد تحریکوں نے دنیا
میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کی۔ اپنا حق مانگنا کوئی بری
بات نہیں ضرور مانگئے کسی بھی پلیٹ فارم سے مانگئے لیکن
نفرت پھیلا کر نہیں۔ محبت و پیار کے ساتھ برابری کی بنیاد
پر یہی دنیا کا اصول ہے یہی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

حیدرآباد اور کراچی کے عوام کو چاہیے کہ وہ اس دلدل
سے نکل آئیں جس نے انہیں بے دست و پا کر دیا ہے
انہیں چاہیے کہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو جائیں
اور ایک بار پھر اپنی سابقہ روایات کو زندہ کر دیں اور
ایسا نظام حکومت قائم کرنے کی جدوجہد میں شامل
ہو جائیں جو مملکت پاکستان کا مقصود اور مقدر ہے
نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مساوات اور برابری
قائم کر سکتا ہے یہی نظام پاکستان کے عوام کو ان کے جائز
حقوق دلا سکتا ہے۔ ان کے مسائل کا حل پیش کر سکتا
ہے اور اس نظام کے نفاذ کے لئے ہمیں سبز انقلاب کے
لئے راہ ہموار کرنا ہو گی۔

سبز انقلاب زندہ باد
پاکستان پائندہ باد

نیا خادم الحرمین شریفین جارج بش ؟

کو بغداد واپس چلا آیا۔ یکم اگست اور ۲ اگست کی درمیانی شب میں عراقی فوجیں کویت میں داخل ہو گئیں۔ اور اس کو عراق کا حصہ بنا لیا اس طرح سے عراق نے اپنے اُس دعویٰ کی تکمیل کر لی جس کا وہ برسوں سے مدعی تھا کہ کویت عراق کا حصہ ہے اور انگریزوں نے اس کو عراق سے جدا کر دیا تھا۔

ادھر واشنگٹن میں امریکی سربراہوں کی یہ چال رہی ہے

کرنے کی کوششوں میں اضافہ کو روکا جائے چاہے اس کے لئے
اوپیک کے ممبر ایک دوسرے کی خلاف ورزی کیوں نہ کریں
ان کا خیال ہے کہ تیل کی قیمتیں دنیا میں ہر جگہ پر اثر انداز ہوتی
ہیں اس لئے امریکہ کا یہ حق ہے کہ وہ دنیا میں "پولیس مین"
کا کردار ادا کرے اور اس طرح وہ ہر قیمت پر تیل پیدا
کرنے والے ممالک میں خصوصاً خلیج میں بیلنس آف پاور
برقرار رکھے اور کسی بھی ملک کو طاقت ور بننے سے روکے
رکھے لیکن عراق روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے
اور امریکہ کی اس پالیسی کے خلاف ایک چیلنج ہے امریکہ
کسی بھی قیمت پر خلیج میں اپنے مفادات سے ہاتھ اٹھانے
کے لئے تیار نہیں اگر اس خطہ میں کوئی بھی ملک طاقت ور
بن گیا تو امریکہ کی ساکھ پورے خطے میں راکھ کی ڈھیر ہو جائے
گی اپنے مفادات کو برقرار رکھنے کے لئے امریکہ ہر طرح
کی جارحیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے چاہے اس کے لئے
اس کو جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

امریکی و یورپی فوجیوں کی غذا چاکلیٹ ہے

جبکہ

ہم کھجور کھاتے ہیں

جوں ہی کویت پر عراق کی فوجوں نے فتح کا جھنڈا بلند کیا
بش چیخ پڑے یہ ننگی جارحیت "NAKED AGGRESSION"
ہے حالانکہ اس سے قبل امریکہ نے انہیں خطوں میں نہ جانے
کتنی مرتبہ چنگیزی حرکت کی ہے لیکن امریکہ نے کبھی بھی اس
کے خلاف کوئی بیان دینا تو دور کنار ہمیشہ اس کی پشت پناہی
کرتا رہا ہے فوری طور پر "بش" نے جس رد عمل کا اظہار
کیا وہ عراق اور ایران کے ۳۰ بلین کے اثاثوں کو منجمد کر دیا
اور پھر "بش" کا ٹیلیفون کام کرنے لگا۔ سب سے پہلا
کام انہوں نے جو کیا وہ عرب ممالک کو عراق کے خلاف بھڑکایا
وائٹ ہاؤس میں ایک پاگل خانے کا سماں تھا۔ فہد کو
ٹیلیفون کرو، اوزال سے بات کراؤ، کال کائیفو۔ بش
نے مغربی ممالک سے رابطہ قائم کیا۔ یورپین کمیونٹی نے
عراق سے تیل خریدنے پر پابندی عائد کر دی۔ جاپان نے
بھی عراق کے اثاثے کو برف کے گھر دبا دیا۔ سوویت یونین
جو عراق کو سب سے زیادہ اسلحہ سپلائی کرنے والا ملک
ہے اس نے فوراً عراق کو اسلحہ کی سپلائی روک دی۔

وائٹ ہاؤس میں اس بات پر اتفاق رائے پایا گیا
کہ سعودیہ کے پاس کافی دولت ہے اور وہ حالات کا مقابلہ
کرنے کی سکت رکھتے ہیں۔ جنرل کے ایک سینئر افسر نے کہا
کہ سعودیہ صرف ایک چیک لکھ دے گا اور سارے
معاملات حل ہو جائیں گے وائٹ ہاؤس میں ایک سینئر
افسر کو تبصرہ کرتے ہوئے سنا گیا کہ عراق اسرائیل پر حملہ کرنا
چاہتا ہے جس کے لئے اس کو ۳۰ بلین ڈالر کی ضرورت
ہے۔ صدام کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ مجھے ۳۰ بلین ڈالر

چاہئیں اگر مجھے نہیں ملیں گے تو میں چھین لوں گا"
(گو اس میں کوئی صداقت نہیں) اس لئے عراق نے
کویت پر قبضہ کر لیا۔ وائٹ ہاؤس کے ایک سینئر افسر
جس نے ریگن اور بش دونوں کے ماتحت خدمات
انجام دی ہیں۔ تبصرہ کرتے ہوئے کہا عراق کو زیر کرنا
مشکل ہو گا۔ نہ یہ پانامہ ہے نہ گریناڈا۔ یہ عراق ہے
جارج بش نے موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے
ہوئے شاہ فہد کو باور کرایا "اب تمہاری باری ہے۔"

حالانکہ صدام نے اس بات کی یقین دہانی کرائی
دی تھی کہ ان کا سعودیہ پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ
نہیں ہے لیکن جنرل کے بار بار سمجھانے پر بھی
کہ اس کی نال پر ڈالر کس کرنا پڑا اور اسلامی ممالک
کی نسل کے لئے انہوں نے حرمین شریفین کے تحفظ
کے خطرات سے مسلم ممالک کو باور کرایا کہ وہ قوت
کی بیان کوئی بھی ذی ہوش شخص اس بات کو ماننے کو
تیار نہیں ہے کہ عراق سے "حرمین شریفین" کو کوئی
خطرہ بھی پہنچ سکتا ہے۔ بعض ناقدین کو کہتے ہوئے
سنا گیا ہے کہ "حرمین شریفین" کو کیا اس وقت خطرہ
نہیں تھا جب نجدی فوجیوں نے ترکوں پر خانہ کعبہ
میں گولی چلائی تھی جو وہاں پناہ لینے کی غرض سے
جا چھپے تھے

برطانیہ کی مختلف تنظیموں نے بھی اس کے خلاف
اپنے رد عمل کا اظہار کیا ہے اور طنزیہ طور پر جارج
بش کو خادم الحرمین شریفین کہا ہے۔ قارئین کے لئے

کرتیل کی قیمتوں میں اضافہ کو روکا جائے۔ چاہے اس کے لئے اوپیک کے ممبر ایک دوسرے کی خلاف ورزی کیوں نہ کریں ان کا خیال ہے کہ تیل کی قیمتیں دنیا میں ہر چیز پر اثر انداز ہوتی ہیں اس لئے امریکہ کا یہ حق ہے کہ وہ دنیا میں "پولیس مین" کا کردار ادا کرے اور اس طرح وہ ہر قیمت پر تیل پیدا کرنے والے ممالک میں خصوصاً خلیج میں بیلنس آف پاور برقرار رکھے اور کسی بھی ملک کو طاقت ور بننے سے روکے رکھے لیکن عراق روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے اور امریکہ کی اس پالیسی کے خلاف ایک چیلنج ہے امریکہ کسی بھی قیمت پر خلیج میں اپنے مفادات سے ہاتھ اٹھانے کے لئے تیار نہیں اگر اس خطہ کا کوئی بھی ملک طاقت ور ہو گیا تو امریکہ کی ساکھ پورے خطے میں راکھ کی ڈھیر ہو جائے گی اپنے مفادات کو برقرار رکھنے کے لئے امریکہ ہر طرح کی جارحیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے چاہے اس کے لئے اس کو جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

وائٹ ہاؤس میں اس بات پر اتفاق پایا گیا کہ سعودیہ کے پاس کافی دولت ہے اور وہ حالات کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتے ہیں۔ بش کے ایک سینئر افسر نے کہا کہ سعودیہ صرف ایک چیک لکھ دے گا اور سارے معاملات حل ہو جائیں گے وائٹ ہاؤس میں ایک سینئر افسر کو تبصرہ کرتے ہوئے سنا گیا کہ عراق اسرائیل پر حملہ کرنا چاہتا ہے جس کے لئے اس کو ۳۰ بلین ڈالر کی ضرورت ہے۔ صدام کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ مجھے ۳۰ بلین ڈالر

حالانکہ صدر صدام نے اس بات کی یقین دہانی کرا دی تھی کہ ان کا سعودیہ پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن بش کے بار بار مجبور کرنے پر سعودیہ کو امریکی تعاون پر رضامندی کرنا پڑا اور اسلامی ممالک کی آسانی کے لئے انہوں نے حرمین شریفین کے تحفظ کے خطرات سے مسلم ممالک کو باور کرانے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی بھی ذی فہم شخص اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ عراق سے حرمین شریفین کو کوئی

امریکن ولایتی فوجیوں
کی غذا چاکلیٹ ہے
جبکہ
ہم کھجور کھاتے ہیں

جوں ہی کویت پر عراق کی فوجوں نے قبضہ کیا تو بش نے فوراً بش نے چیخ پڑے یہ ننگی جارحیت ہے "NAKED AGGRESSION" ہے حالانکہ اس سے قبل امریکہ نے انہیں خطوں میں نہ جانے کتنی مرتبہ چنگیزی جارحیت کی ہے لیکن امریکہ نے کبھی بھی اس کے خلاف کوئی بیان دینا تو درکنار ہمیشہ اس کی پشت پناہی کرتا رہا ہے فوری طور پر بش نے جس ردعمل کا اظہار کیا وہ عراق اور ایران کے ۳۰ بلین کے اثاثوں کو منجمد کر دیا اور پھر بش کا ٹیلیفون کام کرنے لگا۔ سب سے پہلا کام انہوں نے جو کیا وہ عرب ممالک کو عراق کے خلاف بھڑکایا وائٹ ہاؤس میں ایک ہال نما کمرے کا سماں تھا۔ فہد کو ٹیلیفون کیا اور اوزال سے بات کی۔ کال کا ٹیلیفون۔ بش نے مغربی ممالک سے رابطہ قائم کیا۔ یورپین کمیونٹی نے عراق سے تیل خریدنے پر پابندی عائد کر دی۔ جاپان نے بھی عراق کے اثاثے کو منجمد کر کے دبا دیا۔ سوویت یونین جو عراق کو سب سے زیادہ اسلحہ سپلائی کرنے والا ملک ہے اس نے فوراً عراق کو اسلحہ کی سپلائی روک دی۔

چاہئیں اگر مجھے نہیں ملیں گے تو میں چھین لوں گا" (گو اس میں کوئی صداقت نہیں) اس کے لئے عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا۔ وائٹ ہاؤس کے ایک سینئر افسر جس نے ریگن اور بش دونوں کے ماتحت خدمات انجام دی ہیں۔ تبصرہ کرتے ہوئے کہا عراق کو زیر کرنا مشکل ہوگا۔ نہ یہ پانامہ ہے نہ گرینیڈا۔ یہ عراق ہے جارج بش نے موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شاہ فہد کو باور کرایا کہ اب تمہاری باری ہے

خطرہ بھی پہنچ سکتا ہے۔ بعض ناقدین کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ حرمین شریفین کو کیا اس وقت خطرہ نہیں تھا جب نجدی فوجیوں نے ترکوں پر خانہ کعبہ میں گولی چلائی تھی جو وہاں پناہ لینے کی غرض سے جا چھپے تھے

برطانیہ کی مختلف تنظیموں نے بھی اس کے خلاف اپنے ردعمل کا اظہار کیا ہے اور طنزیہ طور پر جارج بش کو خادم الحرمین شریفین کہا ہے قارئین کے لئے

دو تنظیموں کا یہ اعلان پیش خدمت ہے

THE
WORLD ISLAMIC MISSION
(An International Religious Organisation)

Central Office: 201/207, SHOREDITCH HIGH STREET, LONDON, E.1.

Telephone: [illegible] Telegrams: 'Islam'

PRESS RELEASE

10th August 1990

The World Islamic Mission view with great concern the intervention of the United States of America and its Allies and their apparent effort to [illegible] the already confused situation at the pretext of the threat of eminent Iraqi aggression which we are absolutely sure does not exist.

The arrival of U.S. Forces also proved our accusation beyond any doubt that the Saudi Regime is looking after American and Zionist interests rather than Arab or Muslim interests. According to America the oil supplies are vital for the economic interest of the West yet the Saudis did nothing when Israel annexed the West Bank, Golan Heights and declared Jerusalem as their capital. If they were interested in the Palestinian issue then they could have pressurised America by cutting off their oil supply.

President Bush has told the world that it should not doubt his intention and he further said that Appeasement does not work. If the Muslim Ummah wants to ward off Imperialist and Zionist threat who want to crush us then we should also equip ourself with modern technology and unite ourselves against the aggression, because if we are strong then our enemies would not threaten us in this manner. If we are united and powerful then we would also not have puppet and corrupt regimes like the Saudi and Kuwaiti, and America would not dare meddling in Arab and Muslim's internal affairs.

We appeal to all muslims all over the world to condemn the presence of American forces in "Saudi" Arabia and unite themselves against the Americans and its Allies and force them to withdraw their forces immediately. We also appeal to all muslims all over the world to condemn the Saudi Regime who has brought shame on the Ummah by either allowing or inviting Christians and Zionist forces on our Holyland.

The Saudi Regime has now by their action declared that they are not fit to safeguard our holyland. Their interests lie with the Christians rather than with the Muslim Ummah. The Holy Cities shall therefore be given under United Muslim Control without any further delay which is the only way to protect the sanctity of Haramain. We also wish to warn America and its Allies and the Saudis that if Iraq is attacked then they would be confronted with the wrath of one billion muslims all over the world.

In the end we appeal to the world Islamic People's Leadership to use all it's resources to firstly evacuate Arabia from Christian and Zionist forces and secondly to bring about negotiated settlement and in the present crisis, thirdly to organise forces which would remove the Saudi Regime from Arabia.

We believe that by removing the Saudi Regime from Arabia the problem of Palestine would also be solved.

We appeal to muslims all over the world to hold special prayers for the safety of our Holy Shrines.

President: Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqui,
Vice President: Maulana Abdul Sattar Khan Niazi Pakistan,
Maulana Raza ul Mustafa Azami, Pakistan.
Maulana Abdul Wahab Siddiqui Britain.
Dr Aldaas Ahmad Siddiqui America

Secretary General: Maulana Qamar uz Zaman Azami.

MUSLIM DEFENCE COUNCIL (U

[illegible] Road, London [illegible]

[illegible] August 1990

The New Khadim-ul-Haramain

George Bin Bush

While we completely and absolutely believe that Brother Saddam Hussein has no intention of liberating "Saudi" Arabia from the corrupt and Un-Islamic regime of the House of Saud, we are bound to congratulate President George Bush for becoming The Custodian of the Holy Shrines by the Will of Allah as Fahad would say.

We are also looking forward to a safer pilgrimage (Haj) in future which under the administration of new Khadim-ul-Haramain George Bush would be free from catastrophies like the incident of Mina Tunnel in which thousands of pilgrims were killed.

We also consider George Bin Bush as honourable and truthful person compared to his predecessor King Fahad who made a promise [illegible] to look into the genuine grievences of the pilgrims, and the atrocities which his Wahabi Regime has been committing against Sunnis (Ahle Sunna Wal Jamaa) and Sheas for a very long time.

We agreed to postpone our demonstration during his visit to the United Kingdom, in March 1987 in return to his above mentioned personal promise. However, not only did he not keep his promise but he did not even reply to our reminders to him. Which goes to show that he is not worthy of the position of Khadim-ul-Haramain.

While we are forced to accept at present George Bin Bush as Custodian of the Holy Shrines, our aim remains to keep our Holy Shrines under the Custodianship of Muslim Nations Collectively or under the custodianship of those who are worthy, honourable and capable of protecting our Holy Shrines.

CHAIRMAN: M. Raheem Khan
1 Grantham Terrace, Bradford, BD7 1BJ Telephone: [illegible]
GENERAL SECRETARY: Raja Addalat Khan
17 [illegible] Road, Ilford, Essex Telephone: 081-[illegible]

بش نے

سعودیہ کی دولت میں حصہ دار بننے کے لیے اور خلیجی ریاستوں میں اپنا دائمی اثر قائم کرنے کے لیے یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا۔ سعودیہ مجبور ہو گیا اس لیے کہ بے شمار دولت ہونے کے باوجود اس نے ملک کے دفاع کے لیے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں کیا تھا۔ شہزادگان عیاشیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ خود فہد نے مانٹی کارلو میں ایک رات میں تین ملین ڈالر کا جوا ہارا تھا۔ ان عیاشیوں کی بنا پر فہد کو امریکہ پر انحصار کرنا پڑا۔ آن کی آن میں پوری دنیا کی طرف سے عراق پر معاشی پابندی عائد کر دی گئی لیکن ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ حربہ زیادہ دن تک کارگر ثابت ہوگا۔ اس طرح ماضی میں بھی دو ملکوں ایران اور روڈیشیا (موجودہ زمبابوے) پر امریکہ نے معاشی ناکہ بندی کی تھی جو ناکام ہو گئی۔ بش نے

کائیفو کو ٹیلیفون کرکے عراق سے تیل نہ خریدنے پر رضامند کرلیا۔ جاپان عراق اور کویت سے بارہ فیصد تیل خریدتا ہے۔ ترکی کے صدر اوزال عراق کی ناکہ بندی پر شروع میں راضی نہ تھے ترکی ایک غریب ملک ہے۔ عراق ترکی سے گزرنے والے پائپ لائن کے عوض اس کو ۲۵۰ ملین ڈالر سالانہ ادا کرتا ہے اور اپنی ضرورت کا ۵۰ فیصد تیل رعایتی داموں پر عراق سے خریدتا ہے صدر

کرائے کے فوجی
ہم کو شکست نہیں
دے سکتے!

اوزال ان مراعات سے کسی طرح ہاتھ نہیں دھونا چاہتے تھے لیکن امیر کویت نے اوزال کو آخرکار رضامند کر ہی لیا کہ وہ ترکی کے اس نقصان کی تلافی کریں گے۔ انقرہ نے اندازہ لگایا ہے کہ اس کو اس طرح ۲۰۵ ملین ڈالر سالانہ وصول ہوں گے اور آخرکار ترکی بھی ناکہ بندی میں شامل ہو گیا۔

ناقدین کا کہنا ہے کہ خلیج میں آتشیں جنگ نہیں ہو گی۔ لیکن صدر صدام پر ذہنی دباؤ ڈالنے کے لیے پوری مغربی قومیں متحد ہو گئی ہیں ایسا ہی اتحاد دول یورپ نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے خلاف کیا تھا مگر شکست کھائی تھی۔

اس اتحاد میں حیرت ناک بات یہ ہے کہ دو نظریات رکھنے والی دو بڑی طاقتیں روس اور امریکہ بھی اس معاملہ میں ایک ہی ٹیبل پر ناشتہ کرتے ہوئے

برطانوی جیگوار طیارے عراق کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لئے پرواز کے واسطے تیار کھڑے ہیں

نظر آرہے ہیں۔ جن ممالک نے عراق کا محاصرہ کیا ہے اور جنگی ساز و سامان سے عراق کا محاصرہ کیا ہے ان کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

برطانیہ دو فائٹر ایئر کریفٹ اسکواڈرن اینٹی ایئر کریفٹ میزائل اور نیول فورسز

امریکہ ایئر کریفٹ کیریئر ساراٹوگا معہ معاون ۱۲ کا جہازوں کے جنگی جہاز وسکونسن میزائل سے بھرے ہوئے جنگی مارا ۱۸۰،۵ ۲۵ ہی ایئر کریفٹ کیریئر آئزن ہاور جس کے ساتھ چھ جنگی جہاز شامل ہیں ۸۵ ہوائی جہازوں پر مشتمل نیوکلر سب میرین گائیڈڈ میزائل اور تباہ کن جہازوں سے لدا ہوا۔ اسکواڈرن F.16 ، F.16 زمین پر مارنے والے فائٹرز A.10 اینٹی ٹینک ایئر کریفٹ ، ایئر کریفٹ کریر اینڈ مینڈٹن جس میں ۶ جنگی جہاز شامل ہیں ، ۸۵ کیمپٹ ایئر کریفٹ نیوکلر سب میرین ، گائیڈڈ میزائل کروزر ، تباہ کن جہاز اور دو فائٹر کمانڈ شپ لاسالے (LASALLE) چار گائیڈڈ میزائل فائٹر ، دو گائیڈڈ میزائل کروزر ایک تباہ کن جہاز اور ایک فریگیڈ ، اس کے علاوہ امریکہ ایک ماہ میں ۵۰۰۰۰۰ فوج اور بھیج سکتا ہے جو ۸۲ ایئر بورن ڈویژن ، ۲۴ ، میکنائزڈ ڈویژن ، ۱۰۱ فرسٹ ایئر بورن ڈویژن اور میرینز پر مشتمل ہوں گے۔

ترکی ترکی نے مرکوان BASE دیا

کیا ہے جہاں امریکہ کے F.111S ہوائی جہاز پہلے ہی سے موجود ہیں

کینیڈا دو تباہ کن جہاز اور ایک باربردار جہاز۔

آسٹریلیا دو فریگیڈ اور ایک باربردار جہاز

فرانس ایک ایئر کریفٹ کریر اور جنگی جہاز

عراقی فوج :-

فوجی - ۱،۰۰۰،۰۰۰

ٹینک - ۵،۵۰۰

ایئر کریفٹ - ۵۱۳

میزائیل - ۳۶ ، اسکڈ بی میزائل

جن کو حال میں دو گنی طاقت عطا کر دی گئی ہے اور وہ دو گنا دور زیادہ مار کر سکتے ہیں جو کہ کیمیکل اور نیوکلر ہتھیاروں سے لیس ہیں

معراج فائٹرز ، جیٹس۔ اس کے علاوہ ہیں۔

یونان میں عراق کے سفیر نے کہا کہ ان کا ملک اس صورت میں کیمیکل ہتھیار استعمال کریگا اگر اس پر مغربی طاقتیں حملہ آور ہوں گی۔

اتنا اسلحہ کے ڈھیر کے باوجود ناقدین کا کہنا ہے کہ اتحادی عراق پر فوج کشی سے قاصر رہیں گے اور فتح کی خواہش ان کے دل کی تمنا ہی رہے گی ان کا کہنا ہے کہ موسم کا بڑا ہاتھ ہوگا۔ عراق فوجی ایران کی جنگ کے بعد خاص جنگی مہارت رکھتے ہیں اور موسم سے مانوس ہیں جبکہ ۵۰° ٹمپریچر میں گوری چمڑی والے فوجیوں کی کھال جھلس کر اتر جائے گی ہر فوجی کے لئے روزانہ ۲۵ لیٹر پانی کی ضرورت ہوگی اس طرح تمام فوجیوں کے لئے روزانہ ۵۰ لاکھ گیلن پانی کی ضرورت پڑیگی جس کا مہیا کرنا کار دارد ہوگا اتحادیوں کی برتری ہوائی جنگ ہوگی جبکہ عراق کی برتری بری فوج کی ہوگی جو کہ ٹینکوں پر مشتمل ہوگی ایک عراقی سفارت کار کا کہنا ہے کہ سفید فام فوجی کی غذا چاکلیٹ ہے جبکہ ہماری غذا کھجور اور پنیر ہے ، ہمارے حوصلے بلند ہیں سعودیہ میں کرائے کی فوج ہے جبکہ ہم اپنے ارض وطن کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے ہمارا بچہ بچہ وطن کی آزادی کے لئے کٹ مریگا ہم جان دے دیں گے لیکن جنگ نہیں ہاریں گے۔

ادھر صدر صدام نے تمام مغربی اور یورپی ممالک کے باشندوں کو یرغمال بنالیا ہے اس خطرے سے کہ کہیں تیل کے کنوؤں کو امریکی اور اتحادی تباہ نہ کردیں ان باشندوں کو وہیں رکھا جائے گا تاکہ اتحادی حملہ کرنے سے باز رہیں عراق اور کویت میں اس وقت تین ہزار امریکن ، تین ہزار برطانوی اور تین ہزار ترک ہیں جبکہ عراق میں پانچ سو امریکن دو ہزار برطانوی ، آٹھ ہزار روسی اور تین ہزار ترکی ہیں صدر صدام کے اس اعلان کے بعد اتحادی بڑے پریشان ہیں اور وہ کسی بھی حملہ کرنے سے خائف ہیں۔

نظامِ مصطفٰےؐ سے دوری، بحران در بحران کا سبب ہے

پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ کے پر کیف نعرے نے بڑے بڑے مکاروں اور عیاروں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور اس بابرکت نعرے کی بنیاد پر مسلم قوم نے انگریز اور ہندو سے پاکستان حاصل کر لیا جس میں بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ اور ان کے رفقاء بالخصوص بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ کا خاص حصہ ہے جنہوں نے اسی نعرے سے تحریک پاکستان کو کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ عظیم قائد کے داغ مفارقت دینے کے بعد جب اقتدار پر مکمل طور پر وڈیرہ شاہی اور جاگیرداروں نے قبضہ کیا تو پھر فضاء میں ایک بار یہ نعرہ گونجا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ۔ مگر بقول شاعر مشرق ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

مگر اس فلسفے پر عمل کے لئے تلقین غزالی کا فریضہ انجام دینے والا کوئی نظر نہیں آرہا ہے ہر طرف بے یقینی کی فضاء ہے اداسی ہی اداسی ہے۔ مذہبی و سیاسی لیڈر اسلام اور جمہوریت کے نام پر پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ سے کھلا استہزاء کر رہے ہیں۔ یعنی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

نائٹ کلبوں، سینماؤں اور شراب خانوں کی رونقیں بڑھ رہی ہیں اور جشن آزادی کے سلسلے میں منعقدہ یا

صاحبزادہ ابو یاسر اظہر فاروقی

نشر ہونے والے پروگراموں میں عوام پر واضح کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ۔

دوسری جانب ہمارے اکابر اسلاف نے شب و روز کی انتھک محنتوں سے عشق الٰہی و محبت رسولؐ کے جو دیپ روشن کئے تھے موجودہ خانقاہوں کے وارثان کی ناعاقبت اندیشی اور حکمرانوں کی کاسہ لیسی سے وہ دیپ بھی اب آہستہ آہستہ معدوم ہوتے نظر آرہے ہیں ارباب اقتدار کی خوشامد اور ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر کیا مساجد اور آستانوں کی رونقیں بڑھانے اور سلسلہ طریقت کی ترویج و اشاعت کی خاطر علماء کرام و مشائخ عظام نے اپنے بزرگوں کی تقلید کرتے ہوئے کبھی ٹھوس اور جامع منصوبہ بندی کے لئے تدابیر کی ہیں اگر کی ہیں تو کون سی؟

جیسا کہ میں ابتداء میں عرض کر چکا ہوں کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ کا پاکیزہ نعرہ لگانے والے بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ کرام تھے۔ جنہوں نے تحریک پاکستان میں تن، من، دھن کی بازی لگا کر بانگ دھل کہا کہ "لے کے رہیں گے پاکستان، بن

ے رہے گا پاکستان، پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ"
یہ نعرہ ہمارے اسلاف نے قائد اعظم کو دیا۔ اہل پاکستان نے اس پر عمل کیا تو بحمد اللہ تعالیٰ پاکستان بن گیا۔

پاکستان بن جانے کے بعد مفاد پرستوں، جاگیرداروں اور وطن دشمن پاکستان کے ازلی مخالفین نے تو مذکورہ نعرے کو سیاسی دکانداری چمکانے کے لئے استعمال کیا مگر اس نعرے کے حقیقی وارثین علماء کرام و مشائخ عظام نے خواب غفلت میں جاکر اپنے اسلاف و اکابر کے دیئے ہوئے نعرے کو بھلا دیا۔

۱۹۷۷ء میں جب پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ کے روح پرور نعرے سے کھلا انحراف کیا گیا۔ انتخابی دھاندلیوں کے ذریعے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے گئے اور ایک آمر و ڈکٹیٹر نے مطلق العنان حکمران کی حیثیت اختیار کر لی تو ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی تو مرد قلندر ہو جو اس پاکستانی قوم کو پاکستان کا مطلب کیا؟ کے مفہوم سے آگاہ کرے کیونکہ حالات ایسے پیدا ہو چکے تھے کہ ایسٹ پاکستان چند سال قبل ہم سے جدا ہو کر بنگلہ دیش بن چکا تھا جبکہ سندھ میں جو آج حالات و واقعات رونما ہو رہے ہیں اس وقت بھی تھے مگر فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے سندھی اور پنجابی کی لاشوں پر سیاسی دکانداری چمکائی گئی تھی جبکہ آج مہاجر اور سندھی کی ہڈیوں پر خواہشات کے محلات سجائے جا رہے ہیں تو اس وقت حالات کا تقاضا تھا کہ کوئی تو صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم ہو جو سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پاکستان بنانے والی جماعت (جمعیت علمائے پاکستان) کے موجودہ سربراہ امام انقلاب قائد لاثانی حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو یہ توفیق بخشی کہ جنہوں نے پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سادہ اور عام فہم مفہوم یعنی نظام مصطفیٰ سے لیڈروں سے لے کر عامۃ الناس تک کو روشناس کرایا شمع رسالت کے پروانوں نے دل و جان سے اس عظمت والے نعرے پر لبیک کہتے ہوئے ہر طرح کی قربانیاں دینے سے گریز نہ کیا اس وقت ملک تو ٹوٹنے سے بچ گیا مگر تخریبی عمل اسلام اور مذہب کے نام پر شروع ہوا۔ کانگرس نوازوں اور پاکستان کے ازلی دشمنوں نے محض جمعیت علمائے پاکستان کی عوامی مقبولیت سے گھبرا کر بغض و حسد کی بناء پر اس نعرے کو اس طرح بدل کر پاکستان کا مطلب کیا؟ مارشل لاء پہ مارشل لاء اور چشم فلک نے پھر وہ منظر بھی دیکھا کہ وارثان محراب

مولانا شاہ احمد نورانی نے "پاکستان کا مطلب کیا" کے مفہوم سے عامۃ الناس کو روشناس کرایا!

و منبر اور صاحب جبہ و دستار مارشل لاء کے دودھ سے ڈامن سی حاصل کرنے کے لئے جماعت غیر اسلامی سے بھی دو ہاتھ اتنا آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے آمر، ڈکٹیٹر، علیحدگی پسند عناصر کی حوصلہ افزائی اور لسانی پودوں کی آبیاری کرنے والے کو امیر المومنین کا خطاب دینے اور قرآن و حدیث سے مارشل لاء کا شرعی جواز تلاش کرنے کے لئے تمام اسلامی، اخلاقی اور مذہبی قدروں کو پامال کر دیا اور آج تک خود کو بزعم خویش مولوی و مفتی کہلانے والے دین فروش اپنی تاریک وادیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

اگرچہ جنرل ضیاء الحق نے بھی غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر اسلام کو بطور ہتھیار استعمال کیا مگر عملی میدان میں وہ اس بابرکت اور پاکیزہ نعرے کی عظمت و افادیت سے عامۃ الناس کو آگاہ کرنے اور پاکستان کے ماتھے پر نظام مصطفیٰ کا جھومر سجانے میں ہمیشہ ناکام رہے اس کی اصل وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ یہ کام تو خلیفہ یا امام کا ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے احکام و حدود کو نافذ کرتا ہے۔ مگر خلیفہ یا امام کا انتخاب قرآن و سنت کی روشنی میں شورائی بنیادوں پر ہوتا ہے رات کی تاریکی میں مارشل لاء کے ذریعے قوم پر مسلط ہونے سے نہیں لہٰذا گیارہ سال تک مطلق العنان حکمران ہونے کی حیثیت سے بھی اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحق کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھا۔

دوسری بات جو سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب قوم احکام الٰہی اور تعلیمات نبوی سے منحرف ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے جو محکوم طبقے کو اس کے بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیتا ہے اور یوں ملک و قوم بحران در بحران کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں

جیسا کہ اب ہے کہ قوم نے الیکشن ۸۸ء میں نظام مصطفیٰ کو ووٹ نہ دے کر غلط فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے قوم پر عذاب نازل کر دیا کہ آج ملک کی سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو بھی پارلیمنٹ کی بالادستی پر یقین رکھنے اور چوروں، ڈاکوؤں اور قذاقوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کی برملا مخالفت کر گئی ہیں۔ ذرا غور فرمائیں اسلامی جمہوریت پاکستان کی وزیر اعظم ہوں اور وہ حدود الٰہی کا اس طرح انکار کر کے غیر مسلموں کے موقف کو تقویت دیں تو ملک و قوم پر عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟

بہرحال جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں جو بحران پیدا ہوئے انہیں جنرل ضیاء الحق کے جانشین بھی حل نہیں کر سکے ہیں اگرچہ ۶ اگست تک ایک صوبے میں جنرل ضیاء الحق کے سیاسی بیٹے اور مسند نشین نواز شریف کی حکومت رہی اور جس پارٹی کے وہ اس وقت سربراہ ہیں وہ ہے اسلامی، جمہوری، اتحاد، ذرا تینوں الفاظ پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ہونے کا دعویٰ ہے مگر پنجاب میں کہیں اسلام کا نفاذ نظر نہیں آیا۔ شراب خانے، جوئے کے اڈے، نائٹ کلب، ڈاکے، ڈکیتی قتل و غارت، رشوت خوری، بدعنوانیاں، سفارشوں کی بھرمار، بچوں کی لوٹ مار، بوٹ پالش کرنے والوں کو کھلے اختیارات سب شامل ہیں مگر پھر بھی اسلامی ہے۔

جمہوری کہلانے کے باوجود عوامی فیصلے کو ٹھکرا کر مرکز سے بے جا اور بے معنی محاذ آرائی جاری رکھی۔ رہ گئی بات داعی اتحاد کی تو اس کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ قائد اہل سنت امام ربانی علامہ شاہ احمد نورانی مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان اور حضرت علامہ مولانا عبدالستار خان نیازی کی بیس سالہ رفاقت ختم کرانے میں شریعت اور اسلامی لوگوں کا ہاتھ ہے جو ملک و قوم میں بحران در بحران اور نفاق و انتشار پیدا کرنے کے ماہر ہیں۔ ایسی ہی دو رخی پالیسیوں کی وجہ سے قوم میں نفاق، لسانی تعصبات اور وطن عزیز بحرانوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔
مثال کے طور پر .....

سیاسی بحران:

بے تاج بادشاہ بے معنی قوانین بناتے رہے جو ملک و قوم کی بھلائی کے لئے کم اور ذاتی مفادات کی خاطر زیادہ رہے ہیں۔ منتخب ارکان اسمبلی بکاؤ مال بن گئے۔ جو بھی بولی بڑھ

یہ کام تو امام کا ہوتا ہے جو اللہ کی زمین پر اس کے احکام و حدود کو نافذ کرتا ہے۔

قوم نے الیکشن ۸۸ء میں نظام مصطفےٰ کو ووٹ نہ دے کر غلط فیصلہ کیا

رنگا دہ ہی ہائیک کر لے جاتا۔ بقول غلام مصطفےٰ کھر وفاقی وزراء بدعنوانیوں میں ملوث ہیں۔ جب کہ پنجاب کی کابینہ کے حالات وکردار پر مخدوم الطاف حسین مسلسل روشنی ڈالتے رہے یا اہل اقتدار دونوں ہاتھوں سے دولت اکٹھی کرتے رہے اور اپنی اپنی کرسیوں کو مضبوط کرنے کی فکر میں مصروف رہے تا آنکہ صدارتی حکم سے اسمبلیاں ختم کردی گئیں انتظامی سسٹم انگریز کا قائم کردہ ہے جسے پہلے تو وہ خود چلاتا تھا اب اسے پاکستانی بیوروکریٹس چلا رہے ہیں جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی اس پر حکومت عملاً غیروں کی ہے جس کی تقدیر کے فیصلے وائٹ ہاؤس میں ہوتے ہیں۔ ان دریں حالات زبان پہ یہی آتا ہے کہ . . . .

کوئی صدا نہیں جسے زندگی کہوں
مدت سے ہے خموش میرے دل کی رہگزر

معاشی واقتصادی بحران :

معاشی بحران اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مالیاتی اداروں پر حکومت کا کنٹرول نہ رہے آج سرکاری خزانہ خالی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے پاس مالی وسائل کی بہر است کمی ہے پاکستان اس وقت اربوں، کروڑوں ڈالر کا مقروض ہے۔ جب کہ رقم کا سود قومی آمدنی کا تقریباً تالیس فیصد بنتا ہے۔ جس سے تقریباً بارہ فیصد عوام پر خرچ ہوتا ہے اور باقی رقم ھذا من فضل ربی والے لے اڑتے ہیں۔ دوسری جانب روپے میں کمی بھی دن بدن اقتصادی پس ماندگی اور تباہی کی طرف دھکیل رہی ہے زراعت وصنعت کے میدان میں پیش رفت نہ ہونے کے باعث بے روزگاری میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے قرضے ادا کرنے کے قابل نہیں رہے کیونکہ مفاد پرست عناصر نے ملک کو اس قابل چھوڑا ہی نہیں ہے اور آج بھی زر والے زر دار بن رہے ہیں۔ اخراجات گھٹانے اور برآمدات بڑھانے کی مہم پر ذلیشن میں ہے۔ ملکی آمدنی کی بہ نسبت حکومت کے غیر پیداواری اخراجات بڑھ رہے ہیں نظام ٹیکس غیر معیاری، نہایت ناقص اور قوم کی معیشت کے لئے تباہ کن ہے ارباب حکومت انتہائی سوز غیر اسلامی و غیر اخلاقی، جاگیردارانہ، سرمایہ دارانہ نظام بدلنے کا تصور بھی نہیں کرتے کیونکہ ارباب اختیار خود وڈیرے اور سرمایہ دار ہیں جاگیرداروں اور زمینداروں پر ٹیکس وغیرہ لگانے سے بھی معذور ہیں۔ تاجر اور صنعت کار براہ راست حکومت کو ٹیکس ادا کرنے کے بجائے حکومتی کارندوں اور افسران بالا کو رشوت دینے پر مجبور ہیں مگر کیوں؟ اس کی ایک ہی وجہ سامنے آتی ہے کہ عوام کو مرکزی اور صوبائی حکومتوں پر اب اعتماد نہیں رہا ہے اور یقین سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی کے لئے حکومت عوام سے امدادی فنڈز کی اپیل کرے تو موجودہ اوپر اور نیچے ہونے والی کرپشن کی وجہ سے عوام مرکزی و صوبائی حکومتوں کو فراخدلی سے ایک پائی بھی دینے کو تیار نہیں۔

آج آپ کو ملک میں تقریباً چالیس فیصد گھرانے ایسے ملیں گے جو دو وقت کی روٹی بمشکل کھا سکتے ہوں۔ بڑے شہروں میں لاکھوں معصوم بچے اپنے اہل خانہ کو روزی مہیا کرنے کے لئے سارا دن محنت اور مزدوری کرتے ہیں اور یوں ان کا مستقبل روشن ہونے کے بجائے تاریک ہوتا جا رہا ہے شادی کی عمر کو پہنچنے والی لاتعداد نوجوان لڑکیاں محض جہیز نہ ہونے کی وجہ سے والدین کے گھروں میں سوگوار بیٹھی ہیں اور یہ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ انسانی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ ڈاکٹر غریبوں کی پہنچ سے باہر ہیں دواؤں کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لوگوں کا بغیر علاج کے مرنا مقدر بن چکا ہے۔ مرکز اور صوبوں میں اسلام اور جمہوریت کے نام پر عوام کو لوریاں سنائی جا رہی ہیں۔

نقطۂ نظر

عورت کی سربراہی کے مخالف عابدہ حسین

کا مسئلہ حل فرمائیں' لاہور سے میاں زبیر احمد کا مراسلہ

استاذ العلماء حضرت علامہ بندیالوی مدظلہٗ کا مضمون بعنوان "عورت کی سربراہی" کی تمام اقساط غور سے پڑھیں اس مضمون میں حضرت علامہ نے عورت کی سربراہی کے علاوہ بھی بہت سے مسائل حل کئے ہیں، حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ بینظیر کی معزولی کے بعد اب جو سیدہ عابدہ حسین وفاق کی وزارت کے عہدہ پر متمکن ہوئی ہیں انکی حیثیت بے نظیر سے کچھ مختلف ہے؟ امید ہے کہ آپ اس مسئلہ کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں حل فرمائیں گے

تعلیمی بحران :

وطن عزیز میں اس وقت تین قسم کے تعلیمی نظام رائج ہیں۔

۱۔ دینی مدرسے :-

قوم کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے کہ ان مدرسوں میں مہتمم و مدرسین حضرات ان خدمات کو انجام دینے سے یا تو دیدہ ودانستہ دامن بچاتے ہیں یا پھر ان کی اپنی بنیادی تربیت ہی ایسی ہوئی ہے کہ جس کام کو آگے بڑھانے کی موجودہ دور میں ضرورت ہے وہ نہیں ہو رہا ہے اس وقت دینی مدارس میں سول زکوٰۃ اور اس کا ناجائز استعمال حکومتی کاسہ لیسی سے زیادہ جس بات کی ضرورت ہے وہ اخلاقیات اور تزکیۂ نفس، رزق حلال کی فراہمی، قلوب کا بغض وحسد سے پاک، خوف الٰہی وشرم نبیؐ سے محبت واطاعت الٰہی و رسولؐ سے معمور ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضیات، معاشیات سیاسیات، عمرانیات، تاریخ اور جغرافیہ وغیرہ کا دینی طلباء کو علم ہونا لیکن اسے شاید نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت واہمیت ہی محسوس نہیں کی گئی ہے اگر کہیں ہے بھی تو تقریباً ایک فیصد، اخلاق مکارم، جدید علوم وغیرہ سے ناآشنا طلباء فارغ التحصیل ہو کر جب ملک وقوم کے راہنما بن جائیں تو وہ قوم کہاں تک ترقی کی منزلیں طے کر سکتی ہے؟

۲۔ اردو اسکول :-

ان اسکولوں میں قرآن وحدیث اور فقہ واصول فقہ وغیرہ کا نصاب تعلیم وتربیت صحیح معنوں میں رائج ہی نہیں ہے بلکہ عہد غلامی کا سیکولر قسم کا ناقص نصاب رائج ہے جس کی وجہ سے مذکورہ اسکولوں کے طلباء احکام الٰہی اور تعلیمات نبویؐ سے بالکل ناواقف ہیں اور نہ ہی اخلاقی تہذیب وتمدن اور مقام وتعظیم اساتذہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مقام غور ہے کہ ایسے طلباء کس طرح اچھے شہری صالح اور باکردار ہو سکتے ہیں۔

۳۔ انگریزی اسکول :-

یہ انگریز کی باقیات ہیں یہاں طلباء کو اسلام اور اسلامی کلچر سے بالکل بیگانہ رکھا جاتا ہے جبکہ ان اسکولوں کی فیس دیگر اسکولوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے رزق حلال کمانے والے افراد تو ایسے اسکولوں میں اپنے

اندلس میں

مسلمانوں کا عروج و زوال

تحریر: چوہدری محمد اختر

مسلمانوں کے عروج و اقبال کی تاریخ بحیثیت مجموعی بڑی روشن اور تابناک رہی ہے۔ وہ عرب سے اٹھے تو سیلاب کی طرح یورپ اور ایشیا کے پہاڑوں۔ دریاؤں سمندروں، صحراؤں سے گذرتے ہوئے یوں آگے بڑھے گویا ان کی راہ میں کوئی روک ہی نہ تھی۔ جہاں کسی قوم نے مزاحمت کی، شکست کھائی اور مسلمان فتوحات پر فتوحات کرتے ہوئے ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، ایشیائے کوچک اور خراسان پر اسلامی پرچم لہراتے ہوئے آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔

۹۲ ہجری کی شعبان کی ستائیسویں رات تھی آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے اور ہوائیں سمندر کی خنکی لے مچل رہی تھیں کہ اچانک جبل طارق کی طرف سے شور ہوا۔ چند جہاز افریقہ کے سات ہزار بربری جوانوں اور تین سو عرب سرداروں کو لے کر سمندر کی موجوں کو چیرتے پھاڑتے طارق بن زیاد کی کمان میں ساحل اندلس پر اترے اور اترتے ہی امیر عساکر طارق بن زیاد نے حکم دیا کہ جہازوں کو آگ لگا دی جائے۔ یہ عجیب فیصلہ تھا آگ لگا دی گئی اور شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ فوج کے کچھ سرداروں نے اس ناقابل فہم فیصلہ پر حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ پیچھے سمندر کی ناقابل عبور موجیں ہیں اور آگے وسیع و عریض دشمن ملک۔ خدانخواستہ واپسی ناگزیر ہو جائے تو کیا صورت ہوگی طارق بن زیاد نے تلوار کے دستہ پر ہاتھ رکھ کر خود اعتمادی کے ساتھ فرمایا کہ آگ اس لئے لگائی ہے کہ واپسی کا تصور ہی ختم ہو جائے یا تو غازی کی حیثیت سے سارے ملک کو فتح کر کے اس پر اسلامی پرچم لہرائیں گے۔ یا شہید ہو جائیں گے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ پونے آٹھ سو سال کے لگ بھگ اندلس میں اسلامی حکومت جاری رہی ان صدیوں میں کئی حکمرانوں نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی۔ مگر وہ سب مسلمان ہی تھے۔ بعض دفعہ انہیں بعض عیسائی حکمرانوں سے مقابلے بھی کرنے پڑے۔ اور کہیں کہیں موقع مل جانے پر ان عیسائی حکمرانوں نے مسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم بھی ڈھائے مگر بحیثیت مجموعی سرزمین اندلس اسلامی مملکت ہی بنی رہی۔ یہاں قرطبہ اور غرناطہ جیسے شہر شہرہ آفاق رہے الحمرا اور الزہرا جیسے شہر عروس البلاد کہلائے۔ علم و فنون کے بڑے بڑے مرکز بنے بڑی بڑی جامع مسجدیں تعمیر کی گئیں۔ زراعت۔ باغبانی فن تعمیرات شفاخانوں کے قیام میں وہ ترقی ہوئی جس کی مثال اس دور میں ملنی مشکل ہے۔ اندلس کی کوئی بستی، کوئی گاؤں۔ شہر ایسا نہ تھا جہاں مدرسہ یا مکتب نہ ہو۔ قرطبہ۔ غرناطہ اشبیلیہ۔ طلیطلہ۔ سرقسطہ۔ المیرہ۔ شاطبہ اپنی بڑی درس گاہوں کے سبب مشہور تھے (۱۹۷۴ میں راقم جب مراکش اسپین پہنچا تو مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو دیکھ کر سکتہ طاری ہو گیا) افسوس عظیم مسلم قوم جس نے مشرق سے مغرب تک حکومت کی۔ جب وہ گھوڑوں پہ سوار ہو کر نکلتے تو محسوس ہوتا کہ زمین ان کے لئے سکڑ گئی ہے۔ انہیں گھوڑوں پہ بیٹھ کر مسلمانوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر کیا۔ مگر آج مسلمان اپنے ہی ملک میں نوٹوں

کاشتکار اور ایک دوسرے کی جان کا پیاسا تھا۔

مشہور مؤرخ رشید اختر ندوی نے اندلس کے متعلق لکھا کہ اس زمانہ میں چھاپہ خانے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے ہزاروں خطاط اور خوشنویس کتابوں کی کتابت کا کام کرتے۔ صرف قرطبہ میں بیس ہزار اور پورے ملک میں ایک لاکھ دوکانیں جن پر کتابیں فروخت ہوتی تھیں اور یہ کتابیں ہر قسم کے موضوع، ہر قوم کی تاریخ ہر مذہب کے عقائد و افکار کے متعلق تھیں۔ فلسفہ طب اور سائنس پر لاکھوں کتب موجود تھیں۔ اندلس کے علماء اور محققین نے ہر بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی۔ ابن حمید اور ابن جبیر نے جغرافیہ کی لحاظ دنیا بھر کی سیاحت کی۔ ابن بطوطہ چوبیس سال تک سیاحت کرتے رہے۔ ابن کبیر کی آدھی زندگی اسی فن کے لئے سیاحت میں گذری۔ ادریسی نے جغرافیہ کے لئے دنیا جہان کی سیاحت کی۔ وہ بلافہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے نہ صرف سیاحت کی۔ بلکہ ان ملکوں کے طول و عرض کا حساب بھی کیا۔ نقشے تیار کئے۔ ان کا جغرافیہ دنیا کا پہلا جغرافیہ ہے۔ اندلس میں نحو۔ فقہ اور طب میں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ مسلمان فلسفیوں میں ابن رشد اور سلیمان بن جبرائیل آسمان شہرت کے درخشندہ ستارے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے یہ حقیقت بیان کی کہ قانون ارتقاء کا اثر حیوانات، نباتات اور جمادات میں یکساں موجود ہے۔ ڈارون کے شہرہ آفاق نظریہ ارتقاء کی بنیاد ہی ان فلسفیوں کی موشگافیاں ہیں۔ اندلس کے مسلمانوں نے ریاضی پر بھی بڑی محنت کی۔ ستاروں کی رفتار معلوم کی۔ ان کے جدول تیار کئے۔ سورج کا مدار۔ دائرہ البروج الجبرا میں نئی نئی باتوں کی دریافت کی۔ ابن الحسن اور ابن سینا کی حکمت ستاروں کی دریافت اور رفتار کی تفصیل اور ابن گونس کی دھوپ گھڑی اور اس طرح کی اور تحقیقات اندلس کے مسلمان علماء اور محققین کے کارنامے ہیں۔

غرض اس وقت اندلس دنیا میں جنت کا نمونہ تھا ہر طرف خوشحالی اور امن کا دور دورہ تھا۔ ہر آدمی کو انصاف میسر تھا۔ اور اندلس کے باہر کی کیا حالت تھی۔ نیویارک ۱۸۲۵ء تک اس قابل نہ تھا کہ لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کر سکتا۔ انگلستان۔ جرمنی اور فرانس کی اقتصادی زندگی کا یہ حال تھا کہ ان کے کاشتکار مٹی اور کیچڑ میں لت پت رہتے۔ نجس جھونپڑیوں میں ان کی رہائش تھی بدبو دار گھاس ان کا بچھونا تھا۔ وہ جوہڑوں اور تالابوں کا پانی پیتے تھے۔ ان کے پاس زرعی آلات تھے نہ زراعت

اور باغبانی کے اصولوں سے واقفیت۔ جبکہ اندلس ان سے چھ سال پہلے زراعت اور باغبانی میں ترقی یافتہ اور ان سے بہت آگے تھا۔ کپڑے کے بڑے بڑے کارخانے تھے۔ صرف شاطبہ میں کاغذ کے کارخانوں میں بیس ہزار مزدور کام کرتے تھے۔ چینی کے برتنوں کے بھی بڑے بڑے کارخانے تھے۔ ملاغہ ظروف سازی میں کمال رکھتا تھا۔ برتنوں کے کناروں پر نہایت نفاست کے ساتھ سونے کی تاریں چڑھائی جاتی تھیں۔ کپڑا سازی کے بڑے بڑے کارخانے تھے۔ جو ملک میں کپڑا تیار کرتے چاندی اور ریشم کی تاریں ان میں جڑی جاتیں صرف غرناطہ اور ملاغہ میں سوتی کپڑا تیار کرنے والے کارخانے چار ہزار سے زائد تھے۔ ریشمی اور اونی کپڑے کی صنعت بھی کمال کی تھی۔ غرض اندلس اس دور میں ایک خوش حال، ترقی یافتہ، صنعت و حرفت اور علم و فنون میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ اور فن تعمیر میں انہوں نے جو ترقی کی اور حسن و خوبی پیدا کی وہ ان ہی کا حصہ تھا۔

آٹھ سو سال کے لگ بھگ اندلس پر دنیا میں جنت رہنے کے بعد جب زوال آیا تو وہ اتنا عبرتناک اور ہولناک تھا کہ اسے بیان کرنے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کا یوں قتل ہوا گویا وہ انسان نہیں گاجر مولی قسم کی مخلوق تھے۔ ان کے بچے بوڑھے۔ مرد۔ عورتیں۔ علماء و مشائخ سبھی تہ تیغ کر دیئے گئے۔ جب قتل کرتے کرتے فرڈیننڈ اور ازبیلا کی فوج تھک گئی اور چار کروڑ کی یہ آبادی ختم نہ ہو سکی تو اس شکل کو آسان بنانے کے لئے تجویز یہ کی گئی کہ خندقیں کھودی جائیں اور ان میں تیل ڈال کر بڑے بڑے الاؤ بھڑکائے جائیں۔ اور پھر گولیوں کی بوچھاڑ کے ذریعے مسلمانوں کو ہانک کر ان میں ڈالا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور چار کروڑ مسلمان آٹھ سو سال اندلس پر حکومت کرنے کے بعد یوں مٹ گئے گویا ان میں سے کبھی کوئی اس ملک میں تھا ہی نہیں۔ کہیں کوئی بچا بھی تو وہ بچہ جسے کسی نے تبسمہ دیکر اپنا بیٹا بنا لیا۔ یا وہ حسین عورت جو اپنے بے مثال حسن کی وجہ سے کسی کی زینت کی آغوش بن گئی۔ یا پھر وہ جو جان بچانے کی خاطر عیسائی بن گیا لیکن پھر بھی ایسا بہت کم ہوا۔ لوگوں نے قتل ہونا اور جل مرنا تو قبول کر لیا مگر اسلام چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

اندلس سے مسلمانوں کا صفایا کرنے کے باوجود بھی اندلس کے حسن کو مٹائے بغیر نہ رہا گیا۔ باغات جلائے گئے جنگلات کٹوا دیئے گئے۔ مسجدیں جلا دی گئیں یا منہدم کر دی گئیں۔ صرف جامعہ مسجد قرطبہ کا بے مثال حسن دیکھ کر

نیویارک ۱۸۲۵ء تک اس قابل نہ تھا کہ لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کرسکتا۔

اسے جلایا نہیں گیا۔ مگر اس پر صلیب لٹکا دی گئی اور اسے گرجا گھر بنا دیا گیا۔ شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال کی مشہور نظم ہے جو انہوں نے قرطبہ میں ۱۹۳۳ء میں لکھی تھی۔

ہسپانیہ تو خونِ مسلمان کا امیں ہے
مانندِ حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں
روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سنانیں
خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں
کیونکر خس و خاشاک سے دب جائے مسلماں
مانا وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں
غرناطہ بھی دیکھا مری آنکھوں نے ولیکن
تسکینِ مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں

دس لاکھ سے زائد کتب جو سائنس، طب، حکمت۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ جغرافیہ اور دیگر علوم فنون کے متعلق تھیں۔ قرآن کریم کے لاتعداد خوبصورت اور نادر نسخے اسقف اعظم کے حکم سے جلا دیئے گئے اور ملک کا نقشہ اس طرح کا ہو کر رہ گیا کہ اس میں ایک بھی مسلمان نہ تھا نہ باغات نہ کارخانے اور ترقی کی کوئی چیز بھی باقی نہ رکھی پورا ملک ویران اجاڑ اور تباہ شدہ تھا۔ یہ بدبختی کیوں آئی؟ اس لئے کہ جب قوموں پر زوال ہوتا ہے تو بدبختی باہر سے نہیں خود ہمارے اندر سے آتی ہے۔ یہ دنیا اسباب و سبب اور علت و معلول کے شکنجوں سے جکڑی اور بندھی ہوئی ہے جب کسی قوم کے صاحب کردار افراد سیسہ پلائی دیوار کی طرح متفق و متحد ہوتے ہیں تو قوم دن رات ہمت اور جانفشانی سے ترقی کرتی ہے۔ موجودہ دور میں جاپان کی مثال لیں جو دوسری عالمگیر جنگ میں تباہ و برباد ہو کر رہ گیا اور آج وہ دنیا کی صف اول کی ترقی یافتہ اقوام میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن جب قوم آپس میں اختلاف و انتشار کا شکار ہوتی ہے اور اپنا قومی کردار کھو دیتی ہے تو عروج و ترقی کی بجائے زوال کی راہ اختیار کرتی ہے۔ تو پھر اسے اوج ثریا سے زمین پر پٹک دیا جاتا ہے۔

اندلس کی تباہی خود اس قوم کے بدبخت افراد کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوئی۔ آخری حکمران ابوالحسن تھا۔ جس کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے ابوعبداللہ نامی ایک بیٹا بھی تھا یہ عورت بڑی ناعاقبت اندیش۔ سازشی اور فتنہ فساد پیدا کرنے میں ماہر تھی۔ بدقسمتی سے ابوالحسن دوسری بیوی کی جانب زیادہ مائل تھا۔ پہلی بیوی جس کا نام عائشہ تھا وہ سوکنانہ رشک و رقابت میں جل اٹھی اور حسد نے اسے انتقام پر آمادہ کر لیا۔ اس نے اپنے بیٹے کو باپ کے خلاف بھڑکایا دیہی وہ عورت تھی جو اپنی سہیلیوں کے ساتھ مشک عنبر ملے گارے میں اٹھکیلیاں کیا کرتی تھی۔ بیچ پر رقص کیا کرتی تھی ملکی خزانے کے ہیرے جواہرات کی اس طرح بارش کرتی جس طرح مٹی کی کنکریاں ہوں۔ اور امراء اور وزراء سے ساز باز کر کے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور پھر ملحقہ عیسائی حکمران فرڈیننڈ سے جو مسلمانوں کا سخت مخالف تھا اور ان سے کئی بار لڑ چکا تھا۔ پیغامات بھیج کر سازش کی کہ میرے بیٹے ابوعبداللہ کو حکمران بنانے میں مدد کریں تو فلاں فلاں مراعات دی جائیں گی۔ فرڈیننڈ نے جو مسلمانوں کی قوت سے مرعوب تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اس صورتحال سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ غرناطہ پر حملہ کر دیا اندرونی طور پر چونکہ فوج کے کئی امراء اور حکومت کے اہلکار پہلی بیوی سے ملے ہوئے تھے۔ ان کی حمایت کی وجہ سے فوج کا ایک حصہ ابوعبداللہ اور اسکی پہلی بیوی کا حامی ہو گیا۔ ابوعبداللہ اپنے باپ کے خلاف اور بیوی اپنے خاوند کے خلاف صف آرا ہوئی۔ ابوالحسن نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا مگر اس وقت بوڑھا ہو چکا تھا اور پھر آخر اپنے بیٹے ابوعبداللہ اور بیوی دوسرے غدار امراء کی۔ سازش اور غداری کی وجہ سے شکست کھائی اور اندلس کی سرزمین سے نہ صرف مسلمانوں کی حکومت مٹ گئی بلکہ ان کا وجود بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

●●

صرف قرطبہ میں بیس ہزار کتابوں کی دکانیں تھیں

ڈاکٹر تنزیل الحق مرحوم کے مضمون

اسلام میں عورت سربراہ حکومت ہو سکتی ہے

کے جواب میں

قارئین کرام "احوال" کے شمارے [illegible]
[illegible] ۱۹۹۰ء کے شمارے میں [illegible]
[illegible] پروفیسر [illegible] کشمیر کا
[illegible] ایک مضمون [illegible] نظر سے گزرا جس
میں ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ عورت بھی
سربراہ حکومت ہو سکتی ہے جناب پروفیسر صاحب نے
اپنے اس دعویٰ پر درج ذیل دلائل پیش کئے ہیں۔
[illegible] اور جو بات [illegible] غور پڑھئے پھر
خود فیصلہ کیجئے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، سچ
کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔

اوّل:۔ پورے قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں
جس میں وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہو کہ عورتیں
کسی حکومت یا ریاست کی سربراہ نہیں ہو سکتیں۔
فضیلت کا معیار تقویٰ ہے فقط مرد ہونا معیار
فضیلت نہیں ہے [illegible] کی ذاتی خوبیوں کا
[illegible] ہے اور [illegible] وغیرہ۔

الجواب:۔ اوّلاً پروفیسر صاحب کی دلیل [illegible]
[illegible] کے لیے یہ ضروری نہیں
کہ وہ حکم واضح [illegible] کسی آیت میں موجود ہو اور
اگر [illegible] موجود نہ ہو تو حکم کے وجود کا ہی انکار
کر دیا جائے اگر ایسا ہو تو پھر کتب اصول فقہ میں
استدلال کے طرق اربعہ عبارۃ النص، دلالۃ النص
اشارۃ النص، اقتضاء النص کو ذکر نہ کیا جاتا مگر یہ
[illegible] دلیل دیکر پروفیسر صاحب کا [illegible]
[illegible] باطل اور غلط ہے۔ کیا والدین کو
[illegible] اپنے ماں باپ کو [illegible]
[illegible] باپ سے [illegible]
[illegible] موجود ہے اگر [illegible] اس کی
نظر انداز کی جائے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر صرف
مذکورہ کا باطل و غلط ہونا واضح ہے۔

ثانیاً:۔ یہ کہ قرآن کریم نے سربراہی کا ایک
معیار پیش فرمایا ہے اور وہ یوں کہ ان اللہ قد

بعث لکم طالوت ملکا ۵ کہ طالوت کو تمہارا
بادشاہ مقرر کیا ہے خدا نے۔ مخالفین نے جب
انّٰی یکون لہ الملک علینا ولم یؤت سعۃ
من المال۔ الآیۃ۔ کہہ کر یہ بتایا کہ وہ تو کنگال ہے مالدار
نہیں ہم مالدار ہیں اس لیے وہ ہمارا بادشاہ نہیں ہو
سکتا تو اس معیار کا ابطال کرتے ہوئے صحیح معیار

سربراہ حکومت وہی ہو سکتا ہے جو طاقت جسمانی سے بھی متصف ہو: جس طاقت جسمانی کا ذکر کیا گیا ہے وہ عورت میں مفقود ہے؛

یہ پیش کیا گیا کہ وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم
یعنی طالوت اس لیے سربراہی کے لائق ہے کہ اس میں
وسعت علم بھی موجود ہے اور جسمانی طاقت کا بھی
مالک ہے۔ یہاں سربراہی کے لیے صحیح معیار علمی
اور جسمانی وسعت کو قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے
کہ یہ دونوں خوبیاں بیک وقت عورت میں نہیں
پائی جاتیں۔ وسعت علمی اگر عورت میں ہو سکتی ہے
تو وسعت جسمانی بہر حال مفقود ہے اس لیے قرآن
کریم کی روشنی میں یہ بات طے ہے کہ سربراہ مملکت
وہی ہو سکتا ہے جو وسعت علمی کے ساتھ ساتھ
طاقت جسمانی سے بھی متصف ہو اور جس طاقت
جسمانی کا ذکر یہاں کیا گیا ہے وہ عورت میں مفقود
ہے اس لیے عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔
از روئے شرع شریف۔

ثالثاً:۔ سارے قرآن میں اور حدیث پاک کے
سارے ذخیرہ میں کہیں بھی اجمالاً اس معیار مذکورہ
کا توڑ پیش نہیں کیا گیا اور اس کا رد نہیں فرمایا
گیا جو اس بات کی محسوس دلیل ہے کہ سربراہی مملکت
کا یہ معیار عارضی یا وقتی نہیں بلکہ دائمی ہے ہماری کل
تقریر سے پروفیسر صاحب دعویٰ مذکورہ کا ابطال
واضح ہو گیا ہے۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک)

دوم یہ کہ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ
یا جو لوگ اس خیال کے حامی ہیں وہ بخاری کی
ایک حدیث کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے
ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب
شہنشاہ فارس کسریٰ کی موت کے بعد اہل فارس نے
اس کی لڑکی کو تخت حکومت پر بٹھایا تو ایک روایت
کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یعنی

وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے امور کسی عورت کے ہاتھ میں دے دیئے"۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے استدلال کے قابل نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف باتیں گھڑا کرتا تھا اس لیے یہ حدیث قابل قبول نہیں ہے

الجواب :۔ بخاری شریف کی کسی حدیث کو ضعیف ثابت کرنا یا ناقابل قبول ثابت کرنا آسان بات نہیں ہے متقدمین محدثین کا اتفاق ہے کہ بخاری کی ہر حدیث سند کے اعتبار سے صحیح و معتبر ہے کتب اصول حدیث سے مہارت رکھنے والے پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے متاخرین نے اگرچہ بعض روایات پر جرح کی ہے مگر امت کی اکثریت نے ان کی جرح کو قبول کر کے کسی حدیث کو سنداً مجروح نہیں مانا۔ رہا یہ کہ ایک راوی اس کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خلاف تھا تو جواباً عرض ہے کہ ایسا راوی اگر کامل رافضی تھا یا رافضی تھا تو اس کا ثبوت درکار ہے جو مفقود ہے اگر صرف شیعہ غالی یا غیر غالی تھا تو پھر اسلاف کے زمانے میں اس کو بدعت صغریٰ میں شمار کیا جاتا تھا۔ نہ کہ بدعت کبریٰ میں۔ چنانچہ علامہ امام ذہبی علیہ الرحمت میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴، ۵ میں لکھتے ہیں کہ قد صرح الذھبی فی المیزان البدعۃ علی ضربین صغریٰ کالتشیع بلا غلو اوبغلو کمن تکلم فی حق من حارب علیًا فھذا کثیر فی التابعین وتابعیھم مع الدین والورع والصدق فلورد ھؤلاء لذھب جملۃ من الاٰثار، ثم بدعۃ کبریٰ کالرفض الکامل والغلوفیہ والحط علی ابو بکر وعمر والدعاء الی ذلک فھذا النوع لا یحتج بھم۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ بدعت صغریٰ شیعہ غالی یا غیر غالی شیعہ ہونا ہے۔ (جو اسباب جرح میں شامل نہیں ہے) اور شیعہ یا غالی شیعہ وہ لوگ ہیں جو حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والوں پر اعتراض اور نکتہ چینی کرتے تھے ان سے روایت کرنا جرم نہیں ہے باوجود شیعہ یا غالی شیعہ ہونے کے۔ وہ وصف صدق سے موصوف تھے متقی و پرہیزگار تھے ان کی روایات کو رد کرنے کی صورت میں بہت سے آثار کو رد کرنا پڑے گا جو غلط ہے۔ البتہ کامل رافضی یا غالی رافضی ہونا اسباب جرح سے ہے اس نوع کے راویوں سے استدلال درست نہیں ہے۔ تقریباً یہی مضمون تدریب الراوی ص ۲۱۸ میں بھی موجود ہے

بلکہ امام حاکم فرماتے ہیں کہ مسلم شریف شیعہ راویوں سے بھری پڑی ہے ملاحظہ ہو تقریب النواوی شرح تدریب الراوی بلکہ اسی بحث میں علامہ سیوطی رح فرماتے ہیں کہ فھؤلاء المبتدعۃ ممن اخرج لھم الشیخان اواحدھما اور پھر ساتھ ہی ایسے راویوں کی فہرست لکھی ہے جن سے دونوں نے یا ایک نے روایت کی ہے ان میں خارجی بھی ہیں قدریہ بھی اور شیعہ بھی ہیں۔ اور ملا علی قاری علیہ الرحمتہ الباری فرماتے ہیں

ولا یخفیٰ ان مجرد کون الراوی من الرواۃ رافضیاً اوخارجیاً لا یوجب الجزم بوضع

اگر حقوق میں تفریق

نہ ہوتی تو پھر مہر صرف

مرد پر واجب نہ ہوتا

عورت پر بھی ہوتا!

حدیثہ اذا کان ثقۃ من جھۃ دینہ۔

یعنی یہ بات مخفی نہیں ہے کہ کسی راوی کا صرف رافضی یا صرف خارجی ہونا اس کی روایت موضوع ہونے کو لازم نہیں کرتا۔ جبکہ وہ دین کے لحاظ سے ثقہ ہو۔

شرح شفاء للقاری ج ۱ ص ۵۹۰، ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ یا غالی شیعہ اور رافضی یا خارجی یا قدری ہونا اسباب جرح میں اسلاف کے زمانے میں شامل نہیں تھا اس سے نہ راوی مجروح قرار پاتا تھا نہ روایت مجروح ٹھہرتی تھی۔ جبکہ دین کے لحاظ سے یہ لوگ ثقہ ہوں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ راوی شیعہ یا غالی شیعہ رافضی یا خارجی ہوتے ہوئے بھی ثقہ و صدوق ہو۔

نوٹ :۔ آج کل کے شیعہ کی بات نہیں یہ تابعین و تبع تابعین کے زمانے کی بات ہے موجودہ دور کے شیعہ وغیرہ اور اسلاف کے دور کے شیعہ میں بہت بڑا فرق ہے موجودہ دور کے شیعہ کی بھاری اکثریت تبرائی اور غالی رافضیوں کی ہے جن کی صداقت و ثقاہت تو درکنار اسلام و ایمان

بھی مشکوک ہے۔

ہماری اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ کے راوی پر جرح پروفیسر صاحب اور ان کے اساتذہ کی اصول حدیث سے ناواقفی اور بے خبری کی دلیل ہے۔ عبدالسلام قدوائی ندوی اور مولانا حیدر حسن خان ٹونکی کی جرح بھی بے وقعت و ناقابل قبول ہے بلکہ سرے سے لائق اعتبار نہیں ہے۔

سوم :۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ

ہم یہاں یہ سوال بھی اٹھا سکتے ہیں کہ آیا اس حدیث کے ذریعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مسئلہ کو اصولی طور پر ہمیشہ کے لیے طے کر دیا تھا یا آئندہ پیش آنے والے واقعات کی طرف اشارہ مقصود تھا۔ حالات و واقعات کے تناظر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اصول طے کرنے کی بجائے ایک حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

الجواب :۔ قارئین کرام حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے اس میں لفظ قوم نکرہ ہے اسی طرح امرأۃ بھی نکرہ ہے اور تحت النفی واقع ہیں اور قاعدہ مشہور ہے اصول فقہ کا کہ نکرہ تحت النفی مفید استغراق و مفید عموم ہوتا ہے۔ بنا بریں کسی خاص قوم یا کسی خاص عورت سے تخصیص جائز نہیں۔ پھر یہ بھی قاعدہ ہے کہ ---- لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب (ملاحظہ ہو نور الانوار، توضیح تلویح) لہٰذا شاہ فارس کی بیٹی سے تخصیص و تقیید بھی درست نہیں ہے ہر قوم اور ہر عورت مراد ہے لہٰذا حالات و واقعات کے تناظر میں بھی تخصیص کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں ہے بلکہ یہ تخصیص بلا دلیل ہے۔

چہارم :۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے حقوق و فرائض کے سلسلہ میں عورتوں اور مردوں میں کوئی تفریق نہیں کی ہے۔

الجواب :۔ یہ بھی بالکل غلط اور مردود خیال ہے اولاً اس لیے کہ اگر حقوق میں تفریق نہ ہوتی تو پھر مہر صرف مرد پر واجب نہ ہوتا بلکہ عورت پر بھی مرد کے لیے مہر واجب ہوتا اس طرح مرد کو یہ حق ہے کہ عورت کو طلاق دے مگر عورت کو اسلام نے یہ حق نہیں دیا کہ وہ مرد کو طلاق دے مرد کو اسلام و قرآن

لے یک وقت چار عورتوں کو نکاح میں رکھنے کا
حق دیا ہے مگر عورت کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ
یک وقت چار مردوں سے نکاح کر لے۔ یونہی مردوں
پر عورتوں کا نفقہ واجب ہے مگر عورتوں پر
مردوں کا نفقہ واجب نہیں۔ اس طرح مرد عورتوں
پر قوام ہیں مگر عورتیں مردوں پر قوامات نہیں
قرآن نے اس تفریق کو وللذکر مثل حظ الانثیین
فرما کر واضح کر دیا ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بعض
احکام میں اسلام اور قرآن نے مردوں اور عورتوں
پر مساوات نہیں رکھی بلکہ تفریق فرمائی ہے کہ
عورت پر مرد کو قوام قرار دیا ہے عورت کو مرد
پر قوام نہیں ٹھہرایا اسی طرح عورت کو طلاق کا
حق نہیں دیا، مرد کو دیا ہے یونہی عورت پر مرد
کا نفقہ واجب نہیں کیا، مہر عورت پر مرد کے لیے
واجب نہیں گردانا۔ عورت کو چار مردوں سے بیک
وقت نکاح حرام قرار دیا مگر مرد کے لیے حلال فرمایا ہے
اس لیے پروفیسر صاحب کا ادعاء مذکور باطل و
مردود ہے تو یہ بھی درست ہے۔

پنجم:۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن
میں بعض ایسی آیات ملتی ہیں جن سے مترشح ہوتا
ہے کہ سربراہی کے معاملے میں عورتوں اور مردوں
میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

مثلاً سورۂ حج کی آیت نمبر ۴۱ میں ہے کہ الذین
ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ
واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا
عن المنکر۔

اس آیت میں مومنین کی صفات اور فرائض
بیان کیے گئے ہیں۔ اس آیت کی رو سے امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا فریضہ تمکین فی الارض کے ساتھ
جڑا ہوا ہے۔ گویا صاحب اقتدار مومنین کی
ذمہ داری ہے کہ وہ مذکورہ بالا فرائض انجام دیں
اس آیت میں عورتوں اور مردوں کے درمیان
تفریق نہیں کی گئی۔ پھر سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۷۱
کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کا فریضہ عورتوں پر بھی عائد ہے اس
لیے مومنین کے مفہوم اور الذین کے مفہوم
میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ (ملخصاً)

الجواب:۔ قارئین کرام! پروفیسر صاحب
بڑے مغالطے کا شکار ہو گئے ہیں۔ سو یہ جو وہ
الذین ان مکناھم، آیۃ میں لفظ الذین کے

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو صاحب اقتدار کے فرائض میں شامل ماننا تو درست ہے مگر صاحب اقتدار میں اس کی حصر درست نہیں ہے

مفہوم میں عورتوں کی شمولیت سے عورت کی سربراہی
کے جواز پر استدلال کر رہے ہیں اور یہ استدلال
مردود و غلط ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ
لفظ کے مفہوم میں تو عموم ہوتا ہے۔ مگر متکلم کی مراد
میں عموم نہیں بلکہ خصوص ہوتا ہے اس کی ایک مثال
یہ ہے کہ سورۃ المائدہ آیت ۵۷ - ۵۸ میں ہے
یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا دینکم ھزواً
ولعباً من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
والکفار (الآیۃ) اذا نادیتم الی الصلوٰۃ
اتخذوھا ھزواً ولعباً ذالک بانھم
قوم لا یعقلون ○ ترجمہ:۔ اے ایمان والو ان
کافروں اور اہل کتاب کو اپنا دوست نہ بناؤ
جنہوں نے تمہارے دین کو کھیل تماشا اور مذاق
بنا رکھا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اگر تم ایمان
والے ہو، اور جب تم نماز کے لیے ندا کرتے ہو تو وہ
اسے مذاق بنا لیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے نہیں۔ اس
آیت کریمہ میں الذین کا مفہوم مرد و عورت
دونوں کو شامل ہے اور نادیتم کی ضمیر
مرفوع کا مرجع بھی الذین آمنوا ہے مگر
باوجود اس کے عورتوں کے لیے اذان دینا
جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مردوں سے خاص ہے
اس قرینہ کی وجہ سے الذین آمنوا سے مراد
صرف ایمان والے مرد ہیں عورتیں مراد نہیں ہیں
لفظ میں عموم کے باوجود مراد متکلم میں خصوص ہے
دوسری مثال یہ ہے کہ قرآن کریم میں سورۂ
مومنون آیت نمبر ۱ تا ۶ میں ہے۔

ترجمہ:۔ بے شک فلاح پائی ان ایمان والوں نے
جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں اور جو بے ہودہ
باتوں سے بچتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور
جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے
اپنی بیویوں کے یا اپنی باندیوں کے تو وہاں میں
ملامت کیے ہوئے نہیں۔

ان آیات مبارکہ میں "المومنون" کا مفہوم
مرد و عورت سب کو شامل ہے لیکن او ما ملکت
ایمانھم کے الفاظ اس بات کا قرینہ ہیں کہ
اگر اس میں عورتوں کو شامل قرار دیا جائے تو
پھر جس طرح مردوں کے لیے ان کی باندیاں حلال ہیں
اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ان کے غلام حلال
قرار پائیں جو بداہتہً باطل ہے۔ باقی دوسرے
احکام جو ان دونوں مقام کی آیتوں مردوں اور
عورتوں کے لیے عام ہیں تو عورتوں کا ان احکام
سے مکلف ہونا قرآن کریم کی دوسری آیات
سے ثابت ہے ان آیات کے عموم میں عورتیں
شامل نہیں ہیں۔

ہماری ان مثالوں سے ثابت ہو گیا کہ کبھی
کبھی لفظ میں عموم ہوتا ہے مگر مراد میں عموم
نہیں ہوتا۔ بس اسی طرح پروفیسر صاحب کی پیش
کردہ آیات قرآنیہ میں بھی اگرچہ الفاظ کے مفہوم
میں عموم ہے مگر ان کی مراد میں عموم نہیں ہے۔

کیا پروفیسر صاحب یا ان کا کوئی حواس اس بات
کا جواب دے سکتا ہے کہ اذا نادیتم میں
ضمیر مرفوع کا مرجع تو الذین آمنوا کا مصداق
ہیں تو پھر الذین آمنوا کے مفہوم میں عورت
بھی داخل ہے کیا عورت کو اسلام میں اذان کی
اجازت ہے اگر نہیں تو کیوں، جبکہ یہ عورت مسلم
الذین آمنوا کے مفہوم میں شامل ہے اور کیا
آپ یہ مانتے ہیں کہ عورتوں کے لیے ان کے غلام حلال
ہیں کیونکہ المومنون کا مفہوم مردوں اور عورتوں
سب کو شامل ہے۔ اگر یہاں آپ نہیں مانتے تو آپ
کی پیش کردہ آیات میں بھی یہی صورت حال ہے
وہاں بھی الفاظ میں عموم ہے مگر متکلم کی مراد میں
عموم نہیں ہے باقی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
جیسے فرائض کا عورتوں کے لیے ثبوت الذین
ان مکنھم فی الارض (الآیۃ) سے ثابت
نہیں بلکہ دیگر آیات قرآنیہ سے ثابت ہے جن کو
پروفیسر صاحب نے بھی سورۂ توبہ سے پیش کیا ہے
باقی یہ بھی یاد رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کے فریضہ کو صاحب اقتدار کے فرائض میں شامل ماننا
تو درست ہے مگر صاحب اقتدار میں اس کی حصر
درست نہیں ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر صرف صاحب اقتدار ہی کا کام نہیں جیسا کہ

(بقیہ صفحہ [illegible])

شرم و حیا اور اسلامی احکامات

تحریر: اقبال احمد قادری اختر

سردی کے موسم میں اسلامی پردہ کے طور پر نہ سہی سردی کے خوف سے ہی عورتیں خاص کر موٹا اور گرم لباس پہنتی اور باپردہ رہتی ہیں مگر — ! جونہی موسم سرما رخصت ہو کر موسم گرما آتا ہے تو یہی پردے میں رہنے والی خواتین خوفِ خدا اور شرم و حیا کے تقاضے فراموش کرتے ہوئے ایسا حیا سوز لباس اپناتی ہیں کہ جسے دیکھ کر ہر غیرت مند شخص کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

رب کائنات و رسول کائنات (عزوجل، وصلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لیے عورتوں کو پردے میں رہنے اور رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

پردے کی فرضیت و اہمیت قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے ثابت اور عیاں ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

ترجمہ :- "بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر (بھی) ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر۔"
(سورۃ نور - آیت ۳۱)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔" (سورۃ الاحزاب ع ۵)

"تم (مسلمان عورتوں) اپنے اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے

> جو لوگ چاہتے ہیں کہ
> مسلمانوں میں بے حیائی
> کی اشاعت ہو
> ان کے لئے دردناک
> عذاب ہے

> نفس کا
> سب سے بڑا
> چور "نگاہ" ہے

زمانے کے دورِ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔"
(سورۃ الاحزاب، ۳۳)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرما کر یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہیں اور زمانۂ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانۂ جاہلیت (اسلام سے قبل کا زمانہ) میں کفارِ عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ اور عریاں لباس پہن کر بازاروں، میلوں اور دیگر مقامات پر مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں، عورتوں کی بے پردگی اور بے حیائی کو اسلام نے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر جانا پڑے تو زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی پیروی میں بناؤ سنگھار اور مردوں کو شرما دینے والا باریک لباس پہن کر بے پردہ نہ نکلیں بلکہ اہتمام پردہ کا خاص خیال کریں۔

عورت کو پردے کا حکم دینا۔ اس حکمت خاص کے ذریعے فتنہ کا دروازہ بند کرنا ہے کہ جب ایک حسین و جمیل عورت اپنے حسن و جمال اور زینت و آرائش کے ساتھ بے حجاب لوگوں کے سامنے آئے گی تو جو لوگ شہواتِ نفسانی رکھتے ہیں اور وہ منجانب اللہ معصوم و محفوظ بھی نہیں ہیں تو وہ ضرور متاثر ہوں گے۔ ان کے جذبات میں تحریک پیدا ہو گی اور پھر وہ اپنی جذباتی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ناپاک منصوبوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیں گے اور پھر کچھ نہیں تو بار بار قصداً نظر کر کے لطف اندوز ہوں گے۔ پھر یہی لطف اندوزی ایک عادت بن جائے گی جو آگے چل کر بے حیائی (زنا) کے ارتکاب اور لواطت جیسے فتنہ و فساد کا موجب بنے گی۔ اس بڑے فتنے کا قلع قمع کرنے کے لیے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ ان چھوٹے چھوٹے فتنوں سے اپنے آپ کو بچائیں جو آگے چل کر مرد و عورت دونوں کو برائی کے ارتکاب پر مجبور کرتے ہیں۔

شرمندگی ہوتی کہ وہ تو کوئی خاتون تھیں۔ بہرحال ایسے مرد اور عورتوں پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے لعنت فرمائی (سنن ابو داؤد شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زنانہ مردوں اور مردانہ عورتوں پر لعنت فرمائی اور دوسری روایت میں ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں۔ (بخاری شریف مسلم شریف بحوالہ عورت چھپانے کی چیز ص ۷ ـ ۸)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جس وقت وہ بے پردہ باہر نکلتی ہے تو شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد اول ص ۱۴۰)

حضرت میمونہ بنت سعید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شوہر کے سوا دوسروں کے لیے بناؤ سنگار کرکے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی ہی نہ ہو۔ (ترمذی شریف اوّل بحوالہ ایضاً)

اے مسلمان عورتو! اپنا حال خود دیکھو، اپنا خود محاسبہ کرو کہ کیا یہ تمام عادتیں تم میں نہیں ہیں؟ اے بھولی بھالی بہنو! خبردار ہوشیار — وہ جو بناؤ سنگار کرکے نہایت باریک عریاں لباس پہن کر، تیز خوشبو (عطر، پرفیوم) لگاتے بلا پردہ بازاروں، محفلوں، سینما گھروں اور سرِ عام شاہراہوں پر گھومتی پھرتی آتی جاتی ہیں اور اپنے ناز و انداز و حسن کی نمائش سے مردوں کو دعوت گناہ عام دیتی پھرتی ہیں مندرجہ احکامات و ارشادات کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کرلیں کہ وہ کون ہیں؟ کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گنہگار ہیں؟

اے عورتو —!

اے خدا کی بندیو —!

تم تو خدا کے فضل سے مسلمان ہو، اللہ و رسول

اسلام میں شریعت و طریقت، دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں!

صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ تم اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو سنو اور دل و جان سے ان پر عمل کرو۔ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اس لیے تم پر لازم ہے کہ پردہ کرو، پردے میں رہو، اپنے شوہر و باپ دادا کی عزت و عظمت کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی آنی فانی ہے چار دن کی زندگی ہے پھر اندھیری رات ہے، یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ زندگی موت کی امانت ہے۔ ایک دن مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے پھر قیامت میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے — قبر کو مت بھولو قبر کی تاریکی پر ذرا غور کرو۔ جہنم کی ہولناکیاں یاد کرو کہ حضور تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ صلے اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے مشاہدات کا ذکر فرمایا کہ ہم نے عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں اور ان کے نیچے آگ سلگ رہی ہے جس سے ان کا بدن پکائے جاتی ہے ان کے دماغ ابلتی ہانڈی کی طرح ابل رہے تھے ہم نے جبرائیل (علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں تو جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتیں اور اپنے خاوند کے علاوہ غیر مردوں کے لیے بناؤ سنگار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش دکھاتی ہیں۔

بعض نوجوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں چومتی اور دباتی ہیں یا پیر اپنی مریدہ عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں ان میں اکثر دونوں [illegible] ایک حد شہوت میں مبتلا ہوجاتے ہیں ایسا کیا جاتا ہے اور دونوں گنہگار [illegible] جب [illegible] شریعت عورتوں کا مردوں سے مردوں کا عورتوں سے مصافحہ کرنا بھی منع ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب عورت کو بیعت فرماتے تو اپنی زبان مبارک سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کیا۔ خدا کی قسم سلسلہ بیعت میں آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت سے نہ چھوا (مسلم، بخاری)

شمائل امام ترمذی میں ہے کہ ایک مرتبہ بیعت کے لیے عورتوں نے عرض کی حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مصافحہ فرمالیں تو سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

ذرا غور تو کرو کہ شہنشاہ دو جہاں سرور کون و مکان نے اپنی امت کا کتنا خیال فرمایا کہ نبی ہونے کے باوجود اتنی احتیاط فرمائی تو اور کسی کے لیے کب جائز ہے کہ عورتوں سے ہاتھ ملائے، اپنے ہاتھ پیر دبوائے، دم کرنے کے بہانے ان کے سینے و چھاتی پر ہاتھ کی مالش کرنے کے بہانے جو ان عورتوں کے قابل شرم مقامات پر ہاتھ پھیرے روحانی علوم سے سرفراز کرنے کے بہانے ان کو اپنے گلے سے لگائے — کیا یہی تعلیمات اسلامی ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ اسلام میں شریعت و طریقت دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ بعض کوتاہ اندیش کم علم پیروں کو یہ کہتے سنا گیا کہ طریقت کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے مسلمانوں کو ایسے پیرانِ دین کے سوداگروں اور آستین کے سانپوں سے بچنا اور اپنی بھولی بھالی عورتوں کو ان سے بچانا چاہیے۔ شریعت و طریقت کی تفصیل کے لیے حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کا رسالہ "مقال عرفاء" دیکھا جا سکتا ہے۔

آج کل اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے مزارات پر عورتوں کا بے حجاب جانا ایک عام سی بات ہے جبکہ یہ بھی ناجائز ہے چنانچہ اپنے وقت کے ولی کامل امام العلماء سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کی کہ عورتوں کا مزارات پر جانا کیسا ہے تو آپ نے جواب فرمایا کہ "ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھئے کہ اس عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

آئندہ الیکشن میں اگر عوام نے نظام مصطفیٰؐ کو ووٹ نہ دیا تو پاکستان کی بقاء خطرہ میں پڑ سکتی ہے

۱۰ جون ۱۹۹۰ء کا روز عوام اہل سنت کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ عرصہ ۱۶ سال کے بعد قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علماء پاکستان پنڈی گھیب میں جلسہ عام سے خطاب فرمانے تشریف لا رہے تھے جمعیت علماء پاکستان، جماعت اہل سنت انجمن طلباء اسلام اور انجمن نوجوانان اسلام سے تعلق رکھنے والے عاشقان مصطفیٰؐ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے تو دوسری طرف کچھ نادیدہ قوتیں بھی میدان میں آچکی تھیں اور سازشوں کے جال بچھ چکے تھے کہ قائد اہل سنت کا جلسہ عام منعقد نہ ہو سکے لیکن نوجوانان اہل سنت نے بھی ان تمام قوتوں کو چاروں شانے چت کر کے بھرپور تاریخی جلسہ عام منعقد کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ خدا خدا کر کے بالآخر وہ دن بھی آپہنچا شمع رسالتؐ کے پروانے اطراف و اکناف سے پنڈی گھیب پہنچنا شروع ہو گئے۔ شام چار بجے شہر سے سات میل دور ڈھلیاں چوک سے استقبال کا پروگرام تھا دن کو شدید گرمی تھی عرصہ دراز سے عوام باران رحمت کے لئے دست بدعا تھے۔ اچانک موسم بدل گیا بادل آسمان پر چھا گئے۔ دل ربا خنکی پیدا ہو گئی۔ ڈھلیاں چوک پر شمع رسالتؐ کے پروانے موٹر سائیکلوں ویگنوں اور گاڑیوں کے ساتھ موجود تھے اور اپنے عظیم قائد کا انتظار کرنے لگے۔ دریں اثناء ایک نواحی گاؤں توت سے مختلف گاڑیوں پر قافلہ ایک منفرد انداز میں آپہنچا ان میں جے یو پی حیدر آباد کے پرانے کارکن ظہور احمد کے نعرے ایک عجیب منظر پیش کر رہے تھے موسم کی اچانک خوشگواری کی وجہ سے ہر زبان پر نعرہ تھا کہ آج کا موسم نورانی، قائد اہل سنت کی قدموں کی برکت سے نورانی بنا تھا۔

قائد اہل سنت جب تشریف لائے تو عوام کا ازدحام اپنے عظیم قائد کی زیارت کرنے کو بے تاب ہو گیا تھا مقامی اہل سنت کے بزرگ عہدیداران نے قائد کو ہار پہنائے۔ صوبیدار (ریٹائرڈ) غلام حسین نے فوجی انداز میں وی آئی پی مہمانوں کی طرح جلوس کو ترتیب دیا جو تاریخی اہمیت کا حامل بن گیا یوں موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کے ایک بڑے جلوس کی معیت میں قائد اہل سنت پنڈی گھیب پہنچے موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں پر گنبد خضریٰ والے پرچم عجیب انداز سے لہرا رہے تھے۔ سب سے پہلے قائد اہلسنت جمیعت علماء پاکستان کی مقامی تنظیم کے ممتاز راہنما صوبیدار (ریٹائرڈ) محمد اسلم مرحوم کی فاتحہ کے لئے ان کے گھر گئے تو خالد محمود، ڈاکٹر نور خان اور صوبیدار غلام حسین نے اپنی برادری کے سینکڑوں افراد کے ساتھ استقبال کیا۔ بارش شروع ہو گئی لیکن ساڑھے پانچ بجے بارش رک گئی اور ۸ بجے میلاد چوک میں اپنے پروگرام کے مطابق جلسہ شروع ہو گیا قائد اہل سنت کے علاوہ جناب جنرل کے ایم اظہر صاحب، جناب صاحبزادہ محمد اکرم شاہ، جناب علامہ سید شبیر احمد ہاشمی جناب محمد خان لغاری، کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد، محمد صدیق قادری اور حاجی احمد خان نے بھی خطاب کیا قائد اہل سنت نے پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی پر کھل کر تنقید کی۔ اور کہا کہ عوام نے گذشتہ الیکشن میں غلط فیصلہ کیا تھا اس کا خمیازہ اب قوم بھگت رہی ہے آئندہ الیکشن میں اگر عوام نے نظام مصطفیٰؐ کو ووٹ نہ دیا تو پاکستان کی بقا خطرہ میں پڑ سکتی ہے انہوں نے مولانا عبدالستار خان نیازی کے بارے میں اشارتاً بھی ذکر نہیں کیا تبدیلی موسم اور تیز ہوا کے باوجود ہزاروں سامعین نے جم کر قائد اہلسنت کا خطاب سنا وقت کی قلت کے پیش نظر عوام میں قائد کو مفصل سننے کی تشنگی باقی رہ گئی کارکنان جمعیت نے تہیہ کر لیا ہے کہ بہت جلد پھر قائد اہلسنت کو خطاب کرنے کی درخواست کی جائے گی۔ درود و سلام قائد اہل سنت نے خود پڑھایا جس سے عوام اہل سنت کا اعتماد جمعیت پر کئی چند بڑھ گیا۔

حاجی احمد دین صدر جماعت اہل سنت تحصیل پنڈی گھیب نے قائدین جمعیت کے اعزاز میں پر تکلف عشائیہ دیا قائد اہل سنت واپسی سے قبل محمد صدیق قادری کے ہاں بھی تشریف لے گئے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی بھی پنڈی گھیب میں جلسہ کرنا چاہتے تھے انہوں نے اس شخص سے رابطہ قائم کیا جو ۱۹۸۳ء میں کونسل مسلم لیگ سے جمعیت میں شامل ہوا۔ اور جلد ہی پیپلز پارٹی میں شامل ہو گیا حالانکہ پہلے اس نے جمعیت کی مخالفت اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھا کئی پارٹیاں بدلیں چند سال سے خالصتاً دیوبندی تنظیم "تحریک نفاذ خلافت راشدہ" کا ضلعی صدر ہے اس شخص کی صدارت میں اٹک میں ہر سال دیو بندی کانفرنس منعقد ہوتی ہے جس میں اہل سنت اور تشیع کو دل کھول کر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ چند سال قبل جب نیازی صاحب پنڈی گھیب میں جمعیت علماء اسلام، تحریک منہاج القرآن اور جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام آئے تو اس شخص نے شدید مخالفت کی جس کی وجہ سے آخر وقت پر مقام جلسہ تبدیل کرنا پڑا ان ہی مسلک دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے عوام اہل سنت نے اسے جلوس میلاد النبیؐ کی قیادت سے الگ کر رکھا ہے مسجد میں جمعہ نماز عشاء منعقد ہونے والے جلسہ میں ...

اہل حدیث اور نجدی علماء کی موجودگی میں قائد اہل سنت پر تنقید کی گئی۔ خدا معلوم قائلین اہل سنت کی موجودگی میں قائد اہل سنت پر تنقید کر کے قبلہ نیازی صاحب اہل سنت اور ملک و ملت کی کون سی خدمت سرانجام دینا چاہتے تھے۔ نیازی صاحب نے اپنا زور خطابت پیپلز پارٹی اور قائد اہل سنت پر تنقید کرنے اور شریعت بل کی حمایت میں مشترکہ جدوجہد کرنے پر صرف کیا اور کہا کہ وقت فرقہ وارانہ سوچ کا نہیں ہے کون پوچھے قبلہ نیازی صاحب سے کہ حافظ محمد صدیق شہید، حافظ محمد افضل شہید سمیت دیگر شہداء اہل سنت انجمن طلباء اسلام، جماعت اہل سنت اور جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کہاں ہیں اہل سنت کے جلوس پر اسٹکر بنز اکون ہے حملہ اٹک میں قاری سعید الرحمٰن کی شہ پر اہل سنت کی عید گاہ پر قبضہ اور ایک مسجد کی تالہ بندی اور فرنکاری باغ راولپنڈی میں مدینہ مسجد کی آتشزدگی سمیت بے شمار اہلسنت کی مساجد پر غاصبانہ قبضہ۔ لاہور میں حالت نماز میں سنیوں پر حملہ اور درجنوں افراد زخمی ہوئے یہ سب کچھ قبلہ نیازی صاحب اتنی جلدی بھول گئے ہیں کیا وہ اپنے اتحاد کے محل کو اہل سنت کی لاشوں پر تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ شہداء اہلسنت کی روحیں تو یقیناً بے قرار ہو گئی ہوں گی انہوں نے شریعت بل میں متنازعہ دفعات اور خامیوں کا ذکر تک نہیں کیا الٹا قائد اہلسنت پر بغیر تحقیق و تصدیق بہتان لگایا کہ پنڈی گھیب میں ایک نجی محفل میں انہوں نے شریعت بل کی مخالفت کی ہے حالانکہ یہ سوال قائد اہل سنت پر متعدد افراد کی موجودگی میں ہوا اپنے مجموعی طور پر بل کو مناسب کہا البتہ فقہ حنفی کو نظر انداز کرنے پر تشویش ظاہر کی اور بل میں خامیوں کی نشاندہی کے لئے استاذ العلماء حضرت علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی کی سربراہی میں بنائی گئی کمیٹی کا ذکر کیا۔

قبلہ نیازی صاحب کی آمد پر تمام نہاد انجمن سپاہ صحابہ اور دیگر علماء دیوبند نے خوش آمدید کے بڑے بڑے بینرز لگائے ان کے جلسہ میں بھی شریک ہوئے ان تمام وجوہ کی وجہ سے یہ جلسہ عوام اہلسنت میں پذیرائی حاصل نہ کر سکا اور ہزاروں کی آبادی میں صرف چند سو افراد نے شرکت کی۔ جلسہ کا رنگ ڈھنگ اور قائلین اہل سنت کو اسٹیج پر براجمان دیکھ کر قبلہ نیازی صاحب کی تقریر کے ابتدائی چند منٹ بعد ہی عوام اہل سنت نے اٹھ کر جانا شروع کر دیا اور بالآخر جب زیادہ تعداد میں لوگ اٹھنا شروع ہوئے تو منتظم جلسہ کو مداخلت دینی پڑی اور حاضرین کو بٹھانے کے لئے عصر پڑھ کر درخواست کرنا پڑی اور قبلہ نیازی صاحب نے بھی چند منٹ بعد خطاب ختم کر دیا یوں جلسہ سے لوگوں کی عدم دلچسپی عیاں تھی۔

اٹک میں بھی ۱۰ جون کو نیازی صاحب نے خطاب کیا۔ جلسہ عام کے تمام انتظامات آئی جے آئی نے کئے تھے جن میں دیوبندی تنظیم ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوان پیش پیش تھے اور خوش آمدید کے بڑے بڑے بینرز لگائے ہوئے تھے۔ نیازی صاحب نے کھانا بھی آئی جے آئی کے ایک ممتاز راہنما کے ہاں تناول کیا۔ ان تمام باتوں کی موجودگی میں عوام بجا طور پر یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کہ نیازی صاحب جیسا باکردار شخص بھی بے اصول اور مفاد پرستوں کے نرغہ میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ جو جمعیت علماء پاکستان کو نام نہاد اسلامی اتحاد کی آغوش میں گرا کر جمعیت علماء پاکستان کی اٹھارہ سالہ جرأت و ہمت اور بے مثال قربانیوں کی حامل تاریخ کو داغدار کرنا چاہتے ہیں لیکن جے یو پی کے جیالے کارکن قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی باکردار قیادت میں نظام مصطفےٰ ﷺ کی منزل حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔

اس سلسلہ میں جمعیت علماء پاکستان کی نو منتخب قیادت کی خدمت میں چند گذارشات پیش خدمت ہیں جو کارکنوں کے جذبات کی عکاسی کرتی ہیں۔

۱:- ضلعی تنظیموں پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست ابتدائی تنظیم سے رابطہ رکھا جائے۔ سابقہ تجربہ کی بناء پر ضلعی تنظیموں نے مایوس کن حد تک غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔

۲:- جے یو پی کا جھنڈا اپنا مقدس بنے اتنا ہی بنانا مشکل۔ جھنڈے ملوں میں پرنٹ کرا کر بغیر نفع نقصان کے تنظیموں کو مہیا کئے جائیں۔

۳:- مختلف ابتدائی تنظیموں کو مصروف عمل رکھنے کے لئے مختلف موضوعات پر پروگرام تشکیل دیئے جائیں اور بوقت ضرورت راہنمائی فراہم کی جائے۔ زیادہ سے زیادہ عہدے نوجوانوں کو دیئے جائیں۔

۴:- مرکز کو براہ راست ابتدائی یونٹوں کی کارگزاری سے باخبر رہنا چاہیئے۔

۵:- بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر مرکز کو چاہیئے کہ وہ کارکنوں کو منشور جمعیت کا سابقہ تاریخی کردار اور قائد اہل سنت کی ذاتی زندگی سے لے کر قومی اور مذہبی خدمات تک سے متعارف کرانے کے لئے پمفلٹ وسیع تعداد میں شائع کرائیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کی بین الاقوامی دینی خدمات کو خصوصی طور پر منظر عام پر لایا جائے۔

۶:- جہاں قائد اہلسنت کا دورہ ہو وہاں ضلعی اور صوبائی عہدہ داروں کو خود انتظامات کا جائزہ لینا چاہیئے مقامی تنظیموں میں کچھ اختلافات ہوتے ہیں جو کسی ضلعی صدر اور صوبائی اہم عہدہ دار کی موجودگی میں دب سکتے ہیں۔

۷:- کسی بھی جگہ جلسہ عام کے بعد کلیدی کردار ادا کرنے والے کارکنوں کو تعریفی لیٹر دیئے جائیں۔

۸:- جے یو پی کو سوزکی جیپ رکھنی چاہیئے جس پر لاؤڈ اسپیکر نصب ہو قائد اہلسنت کی تصویر، جمعیت کا جھنڈا اور مختصر نصب العین خوبصورت انداز میں جو دور سے نظر آتا ہو آویزاں ہونا چاہیئے۔ اور جہاں قائد اہل سنت کا دورہ ہو اس جیپ کو وہاں پہنچ کر اناؤنسمنٹ خود کرانا چاہیئے۔

۹:- صوبائی سطح پر یا ڈویژنل سطح پر تمام پروگراموں کا ایک کامن اشتہار چھپوانا چاہیئے۔ اور پیسے مقامی تنظیم سے لے لینے چاہئیں۔ تاکہ مقامی تنظیموں پر اخراجات کا بوجھ کم ہو اور وقت کی بچت ہو سکے۔

۱۰:- حتی الوسع کوشش کی جائے کہ اشتہارات میں کوئی تصویر نہ ہو بلکہ جمعیت کا جھنڈا موجود ہو تاکہ اشتہارات مساجد میں بھی لگائے جا سکیں۔ علماء کرام تصاویر کو پسند نہیں کرتے۔ دیگر پمفلٹ وغیرہ میں تصاویر ضرور ہونی چاہیئے۔

۱۱:- رکنیت فارم کے ساتھ ساتھ چندہ کی رسید بکس بھی مرکز خود مہیا کرے اور آڈٹ ٹیمیں بھی مقرر کی جائیں۔

۱۲:- صوبائی تنظیمیں خود دورے کریں اور اپنا شیڈول پروگرام کم از کم بیس روز پہلے تنظیموں کو پہنچ جانا چاہیئے یہ سلسلہ غالباً ۱۹۸۱ء تک جاری رہا بعد میں منقطع ہو گیا تھا۔

●●

جیکب آباد میں جمعیت علمائے پاکستان اور جماعت اہلسنت کا مشترکہ اجلاس

جماعت اہلسنت اور جمعیت علماء پاکستان۔ ضلع جیکب آباد) کا مشترکہ اجلاس مدرسہ ـــــ حمیدیہ ٹھل میں منعقد ہوا اجلاس کی صدارت جمعیت علماء پاکستان کے رہنما حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری نے کی اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔

جماعت اہلسنت ضلع جیکب آباد کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے نائب صدر علامہ حافظ محمد شریف سرکی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اسکے بعد تعلقہ گڑھی خیرو سے مولانا فضل محمد تعلقہ جیکب آباد سے مولانا نظر محمد بجرانی۔ تعلقہ ٹھل سے مولانا عبدالحکیم بروہی اور تعلقہ کندھکوٹ سے یار محمد جہریانی نے اپنی اپنی تحصیلوں کی جماعت اہلسنت کی رپورٹیں پیش کیں اور جماعت اہلسنت ضلع جیکب آباد کے ناظم اعلیٰ سید امیر علی شاہ نے ضلع کی مکمل رپورٹ پیش کی اسکے بعد علامہ محمد شریف صدر جماعت اہلسنت ضلع جیکب آباد نے فضلی اور آل یونٹس کی باڈی توڑنے کا اعلان کیا اور کہا کہ جماعت اہلسنت کے نئے سرے سے انتخابات کرائے جائیں جس سے نئے چہرے آئیں اور جماعت اہلسنت کا کام کریں۔ بعد ازاں مولانا محمد شریف سرکی نے جمعیت علماء پاکستان میں علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت کو شامل ہونے کی دعوت دی اور کہا کہ عوام کو پی پی پی اور آئی جے آئی والوں نے ملکوں کیا ہے اب وقت ہے کہ ہم متحد ہو کر قائد اہلسنت امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں کام کریں وہ قائد ایسا قائد ہے جو نہ کبھی بکا ہے اور نہ کبھی جھکا ہے جماعت اہلسنت کی حقیقی سیاسی ترجمان پارٹی J.U.P ہے انشاء اللہ ہم J.U.P کے پلیٹ فارم سے عوام اہلسنت کے کام کریں گے اور نفاذ نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دن اور رات کام کریں گے اسکے بعد J.U.P صوبہ سندھ کی مجلس عاملہ کے رکن صاحبزادہ میاں عبدالحئی درگاہ عالیہ شاہ جو گوٹھ شکار پور نے "J.U.P میں شمولیت کیوں" کے عنوان پر خطاب کیا اس نوجوان رہنما نے اپنی جوشیلی تقریر سے اجلاس کو J.U.P میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ اسکے بعد سکھر ضلع کونسل کے ممبر اور J.U.P ضلع سکھر کے رہنما منیر احمد جونیجو نے بھی خطاب کیا جونیجو صاحب نے کافی تاریخی حوالے دیئے اسکے بعد جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی مجلس عاملہ کے رکن شیخ الحدیث رہبر شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری سکھر نے خطاب کیا حضرت صاحب کے خطاب سے پورے اجلاس کے شرکاء نے J.U.P میں شمولیت کا اعلان کیا اور قائد اہلسنت امام انقلاب صدر جمعیت علماء پاکستان حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا ضلع جیکب آباد سے آئے ہوئے نوجوانوں نے انجمن نوجوانان اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا اسکے بعد جماعت اہلسنت ضلع جیکب آباد کے لیے سید مولانا امیر علی شاہ کو کنوینر منتخب کیا گیا۔

جمعیت علماء پاکستان ضلع جیکب آباد کیلئے J.U.P سندھ کی مجلس عاملہ کے رکن صاحبزادہ میاں عبدالحئی (درگاہ عالیہ میاں جو گوٹھ شکار پور) کو کنوینر منتخب کیا گیا۔ اس کے بعد انجمن نوجوانان اسلام ضلع جیکب آباد کے لیے مولانا ولی محمد کو کنوینر منتخب کیا گیا

اس کے بعد حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری، علامہ محمد شریف سرکی اور صاحبزادہ میاں عبدالحئی نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

آخر میں اجلاس نے کچھ قراردادیں منظور کیں اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ

۱۔ جیکب آباد شہر میں زرعی کالج کھولا جائے۔
۲۔ جیکب آباد سے گڑھی خیرو، جیکب آباد سے کشمور براستہ ٹھل، کندھ کوٹ گورنمنٹ بس سروس کا انتظام کیا جائے۔
۳۔ ٹھل اور کندھ کوٹ کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔
۴۔ ٹھل شہر کو سوئی گیس فراہم کی جائے
۵۔ ٹھل ٹیلیفون نظام کو ملک سے ڈائریکٹ ڈائلنگ کے ذریعہ فوری طور پر منسلک کیا جائے۔

(بقیہ صفحہ ۵۲ پر)

جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہلسنت جیکب آباد کے مشترکہ اجلاس سے مفتی محمد حسین قادری، علامہ شریف سرکی، منیر جونیجو، میاں عبدالحئی، امیر علی شاہ بخاری اور دیگر علماء خطاب کر رہے ہیں۔

خواتین کا صفحہ

ترتیب
محمد فہیم خان

شیریں کلامی

ہر آدمی سے بات چیت کرنے میں نرم لہجہ اور شیریں زبانی کے ساتھ گفتگو کی عادت یہ انسانی خصائل میں سے بہترین عادت ہے اس سے ہر آدمی کا دل جیتا جا سکتا ہے گفتگو میں کڑوا لہجہ چیخنا چلانا ڈانٹ جھنکار منہ بگاڑ کر جواب دینا یہ اتنی مردود عادتیں ہیں کہ ان سے آدمی ہر ایک کی نظر میں قابل نفرت ہو جاتا ہے۔

زبیدہ عبدالصمد
(ملیر ٹاؤن۔ کراچی)

> مثبت انداز فکر رکھنے والے مصنف کے قلم کی روشنائی کسی ناکارہ جسم میں دوڑنے والے خون سے کہیں بہتر ہوتی ہے۔

ڈائری

(راشدہ خاتون، کورنگی)

یہ بات انسانی فطرت میں شامل ہوتی جا رہی ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی اور کی خوشی برداشت نہیں کر سکتا حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ ہر انسان کو دوسرے کی خوشی اپنی خوشی سے زیادہ عزیز ہو لیکن یہ دنیا کس قدر خود غرضی پر اتر آئی ہے کہ انسان اپنے اصل مقصد کو بھول جاتا ہے کہ اسے واپس اپنی اصل منزل پہ پہنچ کر اپنے پروردگار کو جواب دینا ہے لیکن انہیں تو صرف اور صرف دولت اور اپنی خوشی عزیز ہوتی ہے چاہے وہ دوسروں کی خوشیاں ختم کر دیں ان کی خوشی کا گلا دبا دیں ان کی معصوم معصوم خوشیوں کا جنازہ نکال دیں لیکن ان سب باتوں کو کوئی ذہن میں نہیں لاتا۔ سب افراتفری کے عالم میں مگن ہیں۔ انسانی جذبہ ہمدردی محبت اس دنیا سے ختم ہوتا جا رہا ہے یہاں لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے معلوم ہوتے ہیں انہیں کون سمجھائے، سمجھانے والا خود ان کاموں میں مشغول ہے کیا زندگی اسی کا نام ہے اگر زندگی یہ ہے تو کتنا غلط نام دیا ہے۔ زندگی کا پھر تو یہ زندگی بے معنی بے مقصد ہے ایسی زندگی اور ایسے لوگوں سے نفرت ہونی چاہئے۔ لیکن یہاں تو نفرت ان لوگوں سے کی جاتی ہے جو لوگوں سے اور اپنے ملک سے پیار کرتے اور ملک کے لئے جذبہ اور ایمانداری سے کام لیتے ہیں۔

عورت

(محمد طلعت جمیل)

۱۔ عورت قوت برداشت کا مجسمہ ہے ایثار و وفا کی پتلی ہے۔ صبر کا اوتار ہے۔ عورت مرد کی غلام نہیں ہے وہ اس کا آدھا حصہ بلکہ بہتر آدھا حصہ ہے۔

۲۔ جس گھر میں تعلیم یافتہ اور نیک ماں ہوتی ہے وہ گھر انسانیت اور تہذیب کی یونیورسٹی ہوتا ہے

۳۔ عورت شبنم کا ایک قطرہ ہے جس سے کانٹوں کا منہ موتیوں سے بھر جاتا ہے۔

۴۔ عورت گرمیوں میں برف اور سردیوں میں دھوپ ہے۔

۵۔ ایک لائق ماں سو استادوں کی استاد ہے

۶۔ خاموشی عورت کا بہترین زیور ہے۔

۷۔ عورت میں مردوں کی نسبت زیادہ خدمت کا جذبہ ہوتا ہے۔

۸۔ ہر بلند مرتبہ مرد کی رہنمائی عورت کے شیریں الفاظ کرتے ہیں۔

۹۔ دنیا میں کوئی مال کوئی بسیرا اتنا قابل نہیں ہے جتنی ایک پاکباز اور عفت مآب عورت ارشاد نبوی ہے۔

"عورت اگر بیٹی ہے تو خدا کی طرف سے سلام۔ اگر بیوی ہے تو شوہر کا لباس اگر ماں ہے تو اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔"

> ● منزل کی تلاش ان تھکے ہوئے لوگوں کو ہوتی ہے جو کہیں پہنچ کر رک جانا چاہتے ہوں زندہ قومیں اپنے نصب العین کی طرف رواں دواں رہتی ہیں، اور کبھی تھکن محسوس نہیں کرتیں ـــــ

عورت کیا ہے؟

مرسلہ: فرزانہ سلیم۔ کراچی

"عورت اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ لاکھ محبت کے سمندر میں گھٹنوں گھٹنوں دھنس جائے بالآخر چاہئے اسے دولت ہی۔ جو اسے زندگی کی آسائشیں مہیا کر سکے۔ محبت میں بڑے بڑے دعوے تو کر لیتی ہے لیکن جب عملی زندگی میں قدم رکھتی ہے تو ہر دعویٰ حرف غلط کی طرح مٹا دیتی ہے۔ آکاش کی وسعتوں پہ پرواز کرتے کرتے یکدم زمین کا کرہ بن جاتی ہے۔ آکاش کی ساری وسعت میں ایک ہی نکتے پر آ کر جم جاتی ہے۔ اسے صرف زر چاہئے اور کچھ نہیں۔"

بہنوں کیلئے کام کی باتیں

مرسلہ: ساجدہ بیگم کراچی

☆ سفید تکوں کو بھینس کے دودھ میں رگڑ کر رات کو سوتے وقت چہرے پر مل لیں اور صبح اٹھ کر اچھے صابن سے چہرہ صاف کر لیں تو اس طرح چھائیاں دور ہو جائیں گی اور چہرہ بھی کھل جائے گا۔

☆ ہونٹوں کو پتلا کرنے کیلئے پھٹکری اور گلیسرین ملا کر لگائیے اور چند دنوں میں ہونٹ پتلے اور خوبصورت ہو جائیں گے۔

☆ تھوڑی سی بالائی لیں پھر اس میں تھوڑا سا لیموں کا عرق ملائیے اور ہونٹوں پر لگائیے اس طرح ایک ہفتے تک کریں تو ہونٹ سرخ ہو جائیں گے۔

☆ ہاتھوں پر زیتون کا تیل یا ٹماٹر کے ٹکڑے ملنے سے ہاتھ نرم اور ملائم ہو جائیں گے اور گلیسرین اور لیموں کے رس کو رات کو سوتے وقت ملا کر ہتھیلیوں پر ملنے سے وہ نرم رہیں گے۔

☆ پودینے کی پتیاں ابال کر اس کے پانی کو کھلے منہ کے برتن میں ٹھنڈی جگہ رکھ دیں اور روزانہ چائے کے کپ کے چوتھائی حصے کے برابر صبح نہار منہ استعمال کریں تو آپ بہت جلد سرخ و سفید ہو جائیں گی۔

☆ اگر بال وقت سے پہلے سفید ہو رہے ہوں تو سونے سے پہلے ایک پاؤ دودھ میں چند قطرے روغن بادام اور حسب ذائقہ چینی ڈال کر پئیں اور تقریباً روزانہ کا معمول بنائیں اور اس کے بعد کچھ نہ کھائیے۔

☆ ریٹھے، آملے اور سکاکائی تینوں چیزیں ہم وزن لیکر دھوپ میں رکھ دیں تاکہ پیسنے میں آسانی ہو پیسنے کے بعد اس آمیزہ میں سے ایک چاول کے چمچے جتنا آمیزہ لیکر کھولتے ہوئے پانی میں جوش دلائیں اور نیم گرم ہو جانے پر اس پانی سے سر دھوئیے اس سے بال کالے لمبے ہو جائیں گے۔

☆ املی کو رات کو پانی میں بھگو دیں صبح اس کے پانی سے سر دھوئیں اس سے بھی بال لمبے ہو جاتے ہیں اس عمل کو ہفتے میں تین بار کریں اس کے بعد ناریل کا تیل استعمال کریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چند ارشادات

احنف بن قیس کہتے ہیں۔ ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا احنف جو شخص مذاق کرتا ہے۔ وہ خفیف ہوجاتا ہے۔ جو زیادہ باتیں کرتا ہے وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے اور اس کی حیا جاتی رہتی ہے۔ اس کا اتقا پرہیزگاری ختم ہوگئی اور جس کا اتقا ختم ہوگیا اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے ایک موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جملہ حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا تین باتوں سے محبت بڑھتی ہے۔ جب کوئی مسلمان ملے اس کو سلام کرو جب کوئی مسلمان آئے اس کے لئے جگہ نکال یعنی آرام سے بیٹھنے کی جگہ دے اور عزت سے بٹھا۔ مسلمان بھائی کو اس کے پسندیدہ نام سے پکار ایک اور موقع پر آپ نے لوگوں سے فرمایا۔ گھر میں تم بچوں کی طرح خوش و خرم رہو ایک موقع پر فرمایا پینے کی چیزوں میں سب سے بہتر غصہ کا گھونٹ پینا ہے۔ ایک روز آپ نے فرمایا جن چیزوں میں اگر تھوڑی سی ذلت بھی ہو۔ وہ بھیک مانگنے سے بہتر ہے ایک دفعہ آپ نے فرمایا لکھنے سے پہلے سمجھو اور پھر لکھو۔

قلمکار:۔ سراج احمد بلوچ ساکن رکھ بلوچ کلاں

"علم کی مثال"

ایک دن حضرت سلمان فارسی رح سے ان کے شاگرد ماہر نے پوچھا۔ "یا حضرت"۔ علم کیا ہے؟" اس وقت یہ استاد اور شاگرد دریائے دجلہ کے کنارے کھڑے تھے۔ آپ نے شاگرد سے کہا۔

گھوڑے کو پانی پلاؤ۔ شاگرد نے حکم کی تعمیل کی۔

جب گھوڑا خوب پانی پی چکا۔ تو آپ نے شاگرد سے کہا۔ اچھا یہ بتاؤ۔ کیا گھوڑے کے پانی پینے سے دریائے دجلہ کے پانی میں کمی واقع ہوئی؟

شاگرد یہ سوال سن کر حیران ہوا۔ اور بولا۔ "نہیں جناب پانی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ آپ نے یہ سن کر کہا۔

علم کی مثال بھی ایسی ہے کہ اس میں سے جتنا چاہو خرچ کرو۔ مگر اس میں کمی واقع نہ ہوگی۔

مرسلہ عبدالقیوم فتح محمد قریشی پریٹ آباد حیدرآباد سندھ

تین دوست

ایک شخص کے تین دوست تھے۔ وہ شخص مرنے لگا تو ایک دوست کو بلا کر پوچھا کہ اس مشکل وقت میں تم میری کیا مدد کرسکتے ہو؟ اس نے کہا عمر بھر آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں اور اب بے بس ہوں اور موت کو کسی طرح نہیں روک سکتا پھر دوسرے دوست کو بلایا۔ وہ کہنے لگا۔ میں اب صرف اتنا کرسکتا ہوں کہ تمہارے مرنے کے بعد تم کو نہلاؤں نیا کفن پہناؤں، خوشبو میں بساؤں، جنازہ اٹھاؤں، دفنانے کے بعد قبر پر پھول چڑھا کر واپس آجاؤں۔ اس کے بعد تیسرے دوست کو بلایا وہ کہنے لگا۔ فکر نہ کرو میں موت کے بعد بھی آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ قبر میں آپ کے ہمراہ جاؤں گا۔ اور جب آپ روز قیامت قبر سے اٹھیں گے تو پھر بھی آپ کے ساتھ ہی ہوں گا۔

پہلے دوست کا نام تھا۔ مال، دوسرے کا نام عیال تیسرے کا نام اعمال تھا۔

تحریر، فیض احمد ہاشمی۔ ڈھوک کرسیال ضلع میانوالی

غافل پرندے کی سزا

حضرت جنید بغدادی رح کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفہ کے طور پر بھیجا آپ نے قبول فرما کر اسے پنجرے میں بند کر دیا اور کچھ مدت اپنے پاس رکھ کر ایک دن اسے آزاد کر دیا لوگوں نے پوچھا حضرت آپ نے اسے آزاد کیوں کر دیا۔؟ تو آپ نے فرمایا مجھے اس پرندے نے بڑی منت سے کہا تھا کہ اے جنید رح افسوس تو تو اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کا لطف اٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے یوں دور رکھے اور پنجرے میں بند رکھے مجھے اس پر رحم آیا اور چھوڑ دیا۔ اڑتے وقت وہ کہنے لگا کہ پرندہ یہ جب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے آزاد رہتا ہے اور جہاں اس پر غفلت طاری ہوئی قید میں مبتلا ہوجاتا ہے اے جنید رح میں یاد الٰہی سے ایک دن ہی غافل ہوا تھا جس کی سزا مجھے پنجرے کی سخت قید بھگتنا پڑی ہائے ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات ذکر اللہ سے غافل رہتے ہیں اے جنید رح میں آپ کے سامنے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہوں گا یہ کہہ کر پرندہ اڑ گیا۔

پھر وہی پرندہ حضرت جنید بغدادی رح کی زیارت کے لئے آیا کرتا اور ان کے ہمراہ دستر خوان پر دانے وغیرہ بھی [illegible] جب حضرت جنید بغدادی رح کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پر گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رح کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ حضرت جنید بغدادی رح نے جواب دیا۔ چونکہ اس پرندے پر میں نے رحم کھایا تھا اللہ تعالیٰ نے بھی مجھ پر رحم کیا۔

المرسلہ: محمد عباس ظہیر [illegible] ضلع قصور

رنگ احوال

ایم اے ساجد

اقوالِ زریں

1. اچھا دوست زندگی کا نمک ہوتا ہے جس کے بغیر زندگی بے مقصد سی ہو جاتی ہے (شیلے)
2. جذبہ جب الفاظ کا پیکر اختیار کرتا ہے۔ تو شاعری کہلاتا ہے۔ اور جب عمل میں ڈھلتا ہے تو مقصدِ حیات بن جاتا ہے۔ (آسکر وائلڈ)
3. خاموشی دل کا سکون اور روح کے لئے وہی درجہ رکھتی ہے جو جسم کے لئے نیند (ڈبلیو پین)
4. قسمت جو دروازے پر دستک دیتی ہے کیا عقل اندر ہے۔ (امیرنگ)
5. کسی کا دل مت دکھاؤ اس کے آنسو تمہارے لئے سزا بن سکتے ہیں۔
6. کسی کو خود سے کمتر سمجھ کر بات مت کرو۔

منتخب: ملک لیاقت علی حامدی سابق جنرل سیکرٹری ۴۲ جھانیاں منڈی (ضلع خانیوال)

[illegible]

لوگ مذہب کے لئے لڑیں گے۔ جھگڑیں گے۔ مذہب کی حمایت میں بکھر دیں گے۔ اور مذہب کی خاطر مر بھی جائیں گے۔ لیکن مذہب کے مطابق زندگی بسر نہیں کریں گے۔

مسکراہٹ

ادھیڑ عمر۔ بچھڑ کر تجھ سے زندہ ہیں جان بہت شرمندہ ہے۔

کالج۔ آپ جیسا کوئی میری زندگی میں آئے تو بات بن جائے۔

دوشیزہ۔ تو نے میرے زخم جگر کو چھو لیا۔

واپڈا۔ اتنی مانوس ہوں سناٹے سے۔

ٹریفک سارجنٹ۔ پلٹ تیرا دھیان کدھر ہے۔

گریبان۔ صرف اور صرف احساس کا لفظ ہوں۔

ناکام عاشق۔ زندگی جا چھوڑ دے پیچھا میرا۔

سیاستدان۔ ہر ناکامی کو تجربہ دینے والا شخص۔

وزیر۔ آغاز بھی رسوائی، انجام بھی رسوائی۔

مرسلہ: ابدال خان جیلانی۔ چھانگا مانگا (قصور)

بقیہ : نگاہیں دور

دیتا ہوں آپ انھیں رکھیں جہاں مسلمانان بنگال نہ رہتے ہوں اور دی سی آر کی رو سے محفوظ ہوں انتظامیہ کی پراسرار چشم پوشی کا تعلق ہے کس مسلمان برادری کو اس سے آپ مبرا قرار دے سکتے ہیں۔ کسی کو بھی نہیں، وجہ یہ ہے کہ جرائم و منشیات کے کاروبار کرنے والے لیاری، کچاکواڑہ، لانڈھی، کورنگی حتیٰ کہ کراچی کے ہر ہر علاقے میں بلاتفریق جملہ مسلمان ملوث ہیں اور میں یہ بھی کہتا چلوں کہ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو شریعت محمدی کا تقاضہ ہے کہ کوئی مسلمان خواہ اس کا تعلق دنیا کے کسی گوشے سے ہو وہ یہاں آکر مستقل رہائش پذیر ہو جائے تو یقیناً یہ ملک اس کا اپنا مذہبی ملک ہوگا کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

دراصل میرے دوست نے نجانے کیوں یکطرفہ ایک مسلمان برادری سے انتقام لینا چاہا، بہرحال وہ خود ہی بہتر سمجھتے ہیں، گذشتہ دنوں لسانی تنظیم (مہاجر رابطہ کونسل) کے ایک فرد نے اخبار ایوننگ اسپیشل میں بیان دیا کہ برمی امن پسند شہری ہیں اور پاکستان میں رہنے کا حق رکھتے ہیں جاوید صاحب کی سمجھ میں آ رہا ہے کہ یہ بیان کیونکر انکی حمایت میں دیا گیا ہے آیئے میں آپ کو سمجھاتا ہوں دراصل برما کے رہنے والوں کا حصول پاکستان میں کوئی کردار نہیں جبکہ مسلمانان بنگال کا کردار سرفہرست ہے چونکہ برمی لوگ وہابی ہیں (اور مہاجر رابطہ کونسل کے بانی بھی) مگر صد افسوس مسلمانان بنگال کی اکثریت سنی العقیدہ ہے پھر آپ تلوار لے کر تعاقب اپنوں کا ہی کر رہے ہیں کیا یہی آپ کی رہنمائی ہے۔

میرا مقصد قطعی یہ نہیں کہ معاشرے سے برائی بے حیائی (قمار، بیوٹی)، رشوت، کرپشن، بدعنوانی، لوٹ مار عورتوں کی خرید و فروخت منشیات والوں کو درگزر کیا جائے بلکہ یہ تمام ناسور خواہ ان کا جغرافیائی تعلق کہیں سے بھی ہو بلا امتیاز ان کا محاسبہ ہونا چاہیئے اور ان کا قلع قمع ہونا چاہیئے — اسکے لئے ہمیں قلم کے ذریعے ذرائع ابلاغ کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہوئے اعلان جہاد فی سبیل اللہ کو برپا کرنا ہوگا اور اپنی ملی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانا ہوگا ورنہ تاریخ ہی نہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی معاف نہیں کریں گے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ معاف کریگا۔

بقیہ : شرم و حیاء

ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتا ہے جب قبر (مزار) پر پہنچتی ہے میت کی (صاحب قبر کی) روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم) اگر کوئی شوہر کہاتے تو اس کی نافرمانی کرتی ہے اور اولیاء اللہ کا منکر گردانتی ہیں — خبردار اپنے شوہر کا کہنا مانو، ان کی نافرمانی مت کرو با پردہ رہو، ایک حدیث شریف میں شوہر کی نافرمان اور گالی گلوچ کرنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا گیا کہ انہیں آگ کے تنور میں الٹے پاؤں لٹکایا جائے گا اور نیچے تیز دہکتی آگ ہوگی۔

خواتین — ! کیا تم یہ عذاب برداشت کر سکو گی —؟ یقیناً نہیں تو آؤ امت کی مقدس ماؤں (ازواج مطہرات) اور خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارو اور یہود و نصاریٰ و مشرکین کی عورتوں کی طرح بے پردہ و بے حجاب اور نیم عریاں باریک لباس پہن کر سرعام گھومنا پھرنا اور غیر مردوں کے سامنے آنے جانے سے بچو ورنہ حضور تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھو کہ "مسلط کر دی جاتی ہے اس پر ذلت و رسوائی جو میرے طریقوں کے خلاف چلا"

اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ آمین۔

بقیہ :- اسلام میں عورت کی سربراہی

پروفیسر صاحب کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے بلکہ یہ عام ہے ہر مومن مرد و مومن عورت خواہ اقتدار میں ہو یا نہ ہو سب کا فریضہ ہے۔ رہا پروفیسر صاحب کا یہ سوال کہ اگرچہ الذین ان مکنّاھم میں ضمیر ھم جمع مذکر کی ہے مگر عورتوں کو بھی یہ شامل ہے جس طرح فمن شھد منکم الشھر میں کم ضمیر جمع کی ہے مگر عورتوں کو بھی شامل ہے اسی طرح یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ میں الذین آمنوا میں عورتیں بھی شامل ہیں حالانکہ یہ سب صیغے جمع مذکر کے ہیں یہاں عورتوں کی استثناء نہیں ہے اسی طرح الذین ان مکنٰھم میں بھی عورتیں مستثنیٰ نہیں ہیں۔

تو جواباً گذارش ہے کہ پروفیسر صاحب کا یہ قیاس صحیح نہیں ہے وہاں مراد متکلم میں عموم نہیں صرف الفاظ میں عموم ہے مگر یہاں الفاظ میں بھی عموم ہے اور مراد متکلم میں بھی عموم ہے اس لیے یہ قیاس مع الفارق ہے وہاں متکلم کی مراد میں عموم نہ ہونے پر حدیث لن یفلح قوم ولّوا امرھم امرأۃً یا اس کی ہم معنی احادیث قرینہ مقالیہ ہیں مگر فمن شھد منکم الشھر الآیۃ اور یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً سے مراد میں عموم کے وجود پر متعدد احادیث و دیگر دلائل قرینہ قولیہ ہیں۔ کوئی ایک روایت بھی یہاں عورتوں کے استثناء پر موجود نہیں ہے اور وہاں احادیث ہی نہیں بلکہ آیات بھی استثناء پر موجود ہیں جیسا کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے پھر آیات کریمہ الرجال قوامون علی النساء اور الرجال علیھن درجۃ۔ اور ایسی ہی آیات اور پھر امت کا اجماع اس پر قرینہ ہیں کہ ان مکنٰھم الآیۃ میں اور ایسی ہی دیگر آیات میں (جن کا سہارا لیا گیا ہے) ضمیر جمع میں عورتیں شامل نہیں ہیں۔

ششم :- پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ اس بحث کی روشنی میں یہ کہنا حق بجانب معلوم ہوتا ہے کہ جب تک قرآن میں کوئی ایسی واضح آیت نہ ملے جس کی رو سے یہ کہا جا سکے کہ اقتدار ارضی صرف مردوں کا حق ہے اس وقت تک یہ کہنا مناسب نہ ہوگا کہ سربراہی صرف مردوں کے لیے مخصوص ہے

الجواب :- اس کا تفصیلی جواب بحث کی ابتداء میں گزر چکا ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : مشترکہ اجلاس

۶۔ ٹھل کے قبرستان کی چار دیواری، بجلی اور پانی کا انتظام کیا جائے اور ٹھل شہر کے لیے عیدگاہ پلاٹ کا بندوبست کیا جائے۔

۷۔ حکومت سندھ سے اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مذہبی اور سماجی تنظیموں کی رجسٹریشن فیس ۵۰/- روپے سے بڑھا کر ۱۵۰۰/- روپے جو کی ہے اس کو فوراً واپس لے اور مناسب فیس تنظیموں کی رجسٹریشن کے لیے رکھیں۔

برسات کے اثرات
کچھ چہرے شاداب کچھ چہرے بے آب